ماہنامہ
# اخبار احمدیہ
جرمنی
انصار اللہ جرمنی کا ترجمان
ایڈیٹر:- صادق محمد طاہر
جلد نمبر4 ماہ 1377 ہجری شمسی مطابق مارچ 1997ء شمارہ نمبر A-3

☆ خصوصی شمارہ -- ہفتہ مسیح موعود 23 تا 29 مارچ 1998ء ☆

### شمارہ ھذا سے متعلق ضروری وضاحت

23 مارچ 1889 کا دن جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مختلف جماعتوں میں تقاریب منعقد کر کے شایان شان طریق پر یہ دن منایا جاتا ہے اور اسی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے جماعت احمدیہ جرمنی نے گذشتہ سال مجلس شوریٰ کے موقع پر یہ تجویز سفارش کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش کی تھی کہ ایک دن کی بجائے ہفتہ مسیح موعودؑ منانے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے تا کہ مختلف تقاریب کا انعقاد کر کے جہاں نئی نسل کو اپنی تاریخ سے آگاہی ہو وہاں دیگر اقوام میں بھی زیادہ سے زیادہ افراد تک پیغام حق پہنچایا جاسکے۔

چنانچہ حضور انور نے از راہ شفقت یہ تجویز منظور فرمائی اور اب 23 تا 29 مارچ 1998 کو جرمنی بھر میں ہفتہ مسیح موعود منایا جارہا ہے جس کے پیش نظر ادارہ اخبار احمدیہ یہ خاص نمبر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ احباب کے علم و عرفان کے ساتھ ساتھ ایمان و ایقان میں بھی ترقیات کا موجب بنائے۔ آمین۔

## سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روح پرور ارشادات

### میں وہی ہوں جو وقت پر اصلاح خلق کے لئے بھیجا گیا تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کردیا جائے

### یہ سلسلۂ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے

"اگر تم ایماندار ہو تو شکر کرو اور شکر کے سجدات بجا لاؤ کہ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آباء گزر گئے اور بے شمار روحیں اس کے شوق میں سفر کر گئیں وہ وقت تم نے پالیا۔ اب اس کی قدر کرنا یا نہ کرنا اور اس سے فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ میں اس کو بار بار بیان کروں گا اور اس کے اظہار سے میں رک نہیں سکتا کہ مِیں وہی ہوں جو وقت پر اصلاح خلق کے لئے بھیجا گیا تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کردیا جائے۔ میں اسی طرح بھیجا گیا ہوں جس طرح سے وہ شخص بعد کلیم اللہ مرد خدا کے بھیجا گیا تھا جس کی روح ہیروڈیس کے عہدِ حکومت میں بہت تکلیفوں کے بعد آسمان کی طرف اٹھائی گئی...... دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردے گا۔ یہ انسان کی بات نہیں خدا تعالیٰ کا الہام اور ربّ جلیل کا کلام ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ان حملوں کے دن نزدیک ہیں مگر یہ حملے تیغ و تبر سے نہ ہوں گے اور تلواروں اور بندوقوں کی حاجت نہیں پڑے گی بلکہ روحانی اسلحہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی مدد اُترے گی۔" (فتح اسلام)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"یہ سلسلۂ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے۔ تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا ایک نیک اثر ڈالے اور ان کا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو اور وہ ببرکت کلمہ وحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک اور مقدس خدمات میں جلد کام آسکیں اور ایک کاہل اور بخیل اور بے مصرف مسلمان نہ ہوں اور نہ نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ اور انصافی کی وجہ سے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے اور اس کے خوبصورت چہرہ کو اپنی فاسقانہ حالتوں سے داغ لگادیا ہے اور نہ ایسے غافل درویشوں اور گوشہ گزینوں کی طرح جن کو اسلامی ضرورتوں کی کچھ بھی خبر نہیں اور اپنے بھائیوں کی ہمدردی سے کچھ غرض نہیں اور بنی نوع کی بھلائی کے لئے کچھ جوش نہیں بلکہ وہ ایسے قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں یتیموں کے لئے بطور باپوں کے بن جائیں اور اسلامی کاموں کے انجام دینے کے لئے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں اور تمام تر کوشش اس بات کے لئے کریں کہ ان کی عام برکات دنیا میں پھیلیں اور محبتِ الٰہی اور ہمدردئ بندگانِ خدا کا پاک چشمہ ہر یک دل سے نکل کر ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آوے۔

خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ محض اپنے فضل اور کرامتِ خاص سے اس عاجز کی دعاؤں اور اس ناچیز کی توجہ کو ان کی پاک استعدادوں کے ظہور و بروز کا وسیلہ ٹھہراوے اور اس قدوس جلیل الذات نے مجھے جوش بخشا ہے تا میں ان طالبوں کی تربیت باطنی میں مصروف ہو جاؤں اور ان کی آلودگی کے ازالہ کے لئے رات دن کوشش کرتا رہوں۔ اور ان کے لئے وہ نُور مانگوں جس سے انسان نفس اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہو جاتا ہے اور بالطبع خدا تعالیٰ کی راہوں سے محبت کرنے لگتا ہے اور ان کے لئے وہ روح القدس طلب کروں جو ربوبیّت تامہ اور عبودیتِ خالصہ کے جوڑ سے پیدا ہوتی ہے اور رُوح خبیث کی تکفیر سے ان کی نجات چاہوں کہ جو نفس امارہ اور شیطان کے تعلق شدید سے جنم لیتی ہے۔ سو میں بتوفیقہٖ تعالیٰ کاہل اور سُست نہیں رہوں گا اور اپنے دوستوں کی اصلاح طلبی سے جنہوں نے اس سلسلہ میں داخل ہونا بصدق قدم اختیار کرلیا ہے غافل نہیں ہوں گا۔ بلکہ ان کی زندگی کے لئے موت تک دریغ نہیں کروں گا اور ان کے لئے خدا تعالیٰ سے وہ رُوحانی طاقت چاہوں گا جس کا اثر باقی مادہ کی طرح ان کے تمام وجود میں دوڑ جائے۔" (ازالہ اوہام صفحہ 460)

## حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ انجام پانے والا کسر صلیب کا عظیم الشان کارنامہ

### مرزا غلام احمد قادیانی نے ہندوستان سے لے کر ولائت تک کے پادریوں کو شکست دی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقاصد میں سے ایک مقصد کسر صلیب بھی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے اس عظیم مقصد کو اس شان سے پورا فرمایا کہ بعض انصاف پسند غیر احمدی علماء بھی اس ضمن میں آپ کی خدمات جلیلہ کا اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکے۔

ذیل میں مولانا اشرف علی تھانوی کی ایک شہادت درج کی جاتی ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ انجام پانے والے کسرِ صلیب کے عظیم الشان کارنامہ کا اعتراف کیا گیا ہے۔ مولانا تحریر فرماتے ہیں:-

"اس زمانہ میں ایک پادری نصرانی پادریوں کی ایک بڑی جماعت لے کر ولائت سے چلا کہ تھوڑے سے عرصہ میں تمام ہندوستان کو عیسائی بنا لوں گا۔ ولائت کے انگریزوں نے روپے سے بڑی مدد کی اور آئندہ کی مدد کے مسلسل وعدوں کا اقرار لے کر ہندوستان میں داخل ہو کر بڑا تلاطم برپا کیا۔ اسلام کی سیرۃ و احکام پر جو اس کا حملہ ہؤا وہ تو ناکام ثابت ہؤا مگر حضرت عیسیٰؑ کے آسمان پر بجسم خاکی زندہ موجود ہونے اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کے زمین میں مدفون ہونے کا حملہ عوام کے لئے کارگر ثابت ہؤا۔ تب مولوی غلام احمد قادیانی کھڑے ہوگئے اور پادری اور اس کی جماعت سے کہا کہ عیسیٰؑ جس کا نام لیتے ہو وہ دوسرے انسانوں کی طرح فوت ہو چکے ہیں اور جس عیسیٰؑ کے آنے کی خبر ہے وہ میں ہوں پس اگر تم سعادتمند ہو تو مجھے قبول کرلو۔ اس ترکیب سے اس نے نصرانی کو اس قدر تنگ کیا کہ اس کا پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا۔ اور اس ترکیب سے اس نے ہندوستان سے لے کر ولائت تک کے پادریوں کو شکست دی۔"

(دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ نمبر 20 از مولانا اشرف علی تھانوی)، (بحوالہ الفضل 9 جون 1963ء)

## حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خدام اور مریدوں سے حسن سلوک

ہمارا روز مرہ کا تجربہ ہے کہ پیروں کے سامنے ان کے مرید دم نہیں مار سکتے۔ پیر اونچی جگہ بیٹھتا ہے۔ مرید خاک آلود فرش پر مریدوں کی دلآزاری، توہین اور بے توقیری گویا پیر کا حقِ پیری ہے اور وہی پیر بڑا پیر سمجھا جاتا ہے جس کے مرید زیادہ سے زیادہ اپنے حقوق سے دستبردار ہو کر ہر عزت پیر کو دیں اور ہر ذلّت خود سمیٹیں۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ حضرت مہدی علیہ السلام کا سلوک اپنے خدام اور اپنے مریدوں اور اپنے متبعین سے کیسا تھا۔

حضرت بابو غلام محمد صاحب فورمین لاہور اور حضرت میاں عبد العزیز مغل صاحب فرماتے ہیں کہ:

ایک دفعہ جب کہ حضور لاہور تشریف لائے ہم چند نوجوانوں نے مشورہ کیا کہ دوسری قوموں کے بڑے بڑے لیڈر جب یہاں آتے ہیں تو ان کی قوموں کے نوجوان گھوڑوں کی بجائے خود ان کی گاڑیاں کھینچتے ہیں اور ہمیں جو لیڈر اللہ تعالیٰ نے دیا ہے یہ اتنا جلیل القدر ہے کہ بڑے بڑے بادشاہ بھی اس کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ پس آج گھوڑوں کی بجائے ہمیں ان کی گاڑی کھینچنی چاہیئے۔ چنانچہ ہم نے گاڑی والے کو کہا کہ اپنے گھوڑے الگ کرلو آج گاڑی ہم کھینچیں گے کوچ مین نے ایسا ہی کیا۔ جب حضور باہر تشریف لائے تو فرمایا کہ گھوڑے کہاں ہیں۔ ہم نے عرض کی کہ حضور دوسری

☆ باقی صفحہ نمبر 4 پر ☆

## حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آریہ سماج کا زوال و استیصال

### قادیان کے مرزا غلام احمد نے ویدک دھرم کے خلاف نہایت شدت سے حملہ کردیا

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دورِ سعادت میں جن محاذوں پر علمی اور عملی طور پر اسلام کی خدمات سر انجام دیں ان میں ایک ویدک دھرم سے مقابلہ کا محاذ بھی تھا آریہ سماج کے زوال و استیصال کے اسباب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمات آج ہر ایک پر روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔

پنڈت اوے بھانوے اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں "چاند پور میں مولوی مشتاق احمد صاحب نے شکست کھا کر مع مولویوں کے شدھ ہونے پر ہندوستان کے مسلمانوں میں ایک ہیجان پیدا ہو گیا۔ مولویوں نے اکٹھے ہو کر مشورے شروع کر دیئے لیکن کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ سوامی دیانند کے سامنے کھڑا ہو سکتا ان حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پنجاب کے آرویوں نے سوامی دیانند کو دعوت دی۔ کہ وہ پنجاب میں بھی آکر ویدک دھرم کا پرچار کریں یہ ہماری بد قسمتی تھی کہ سوامی جی کو پنجاب آنے میں کچھ دیر ہو گئی اس عرصہ میں قادیان کے مرزا غلام احمد نے ویدک دھرم کے خلاف نہایت شدت سے حملہ کردیا اور وہ حملہ اس قدر سخت اور اچانک تھا کہ آریہ سماج یہ وچار ہی نہیں کر سکے کہ اس کا مقابلہ کس طرح کیا جائے۔ مرزا قادیانی نے ایک اشتہار وزیر ہند پریس امر تسر میں چھپوایا اس میں انہوں نے سوامی دیانند کو مباحثہ کے لئے بار بار للکارا۔ لیکن سوامی جی کے برقت نہ آسکنے کی وجہ سے سارے کا سارا پروگرام درہم برہم ہو گیا اور چند تعلیم یافتہ مسلمان جو ویدک دھرم سے متاثر ہو چکے تھے پھر مسلمانی دھرم میں پکے ہوگئے۔"

(از آریہ مسافر" آگرہ 12 فروری 1907ء)

# اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا تاریخ ساز دن 23 مارچ 1889ء

مضمون نگار :- مکرم و محترم لئیق احمد صاحب طاہر مبلغ سلسلہ انگلستان

مکرم ماسٹر یوسف صاحب ہمارے محلّہ دارالرحمت شرقی الف ربوہ میں مقیم تھے۔ دعا گو نیک بزرگ تھے۔ ان کے والد بزرگوار نے جس طرح بیعت کی وہ تعجب انگیز داستان ہے۔ گھر سے یہ نیت کر کے قادیان گئے کہ میں جا کر مرزا صاحب سے بغیر تعارف کے بغلگیر ہو جاؤں گا۔ اگر انہوں نے مجھے پہلے اپنے سے علیحدہ کیا تو آپ خدا کی طرف سے نہیں ہوں گے لیکن اگر گلے سے اس وقت تک لگائے رکھا جب تک میں خود الگ نہ ہوں تو آپ یقیناً مامور زمانہ مسیحِ موعود اور مہدی مسعود ہوں گے اور میں ان کی بیعت سے شرفیابی کے بعد ہی لوٹوں گا۔

اب ذرہ سوچیئے کس مامور من اللہ کی صداقت کا یہ معیار کس کتاب میں لکھا ہے؟ یہ تو بالکل وہی بات ہے جو ہمارے مسلمان بھائی کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کا نام مرکب ہے یعنی مرزا غلام احمدؑ اس لئے آپ سچے نہیں، یا یہ کہ آپ کا پورا نام قرآن کریم میں کہاں درج ہے! بھلا کوئی پوچھے کہ یہ معیار کس الٰہی صحیفے میں درج ہیں؟ کیا "عیسٰی ابن مریم" مرکب نام نہیں۔ علماء تو کہتے ہیں مُو-سیٰ بھی مرکب نام ہے اور کیا نام احمد، سورۃ الصف کے پہلے رکوع میں بزرگوں نے ہمارے سیّد و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ پر بھی چسپاں نہیں کیا۔ بیشتر ضخیم تفاسیر قرآن کریم میں صلحائے امت نے ذکر کیا ہے کہ سورۃ الصف کے اس رکوع کے آخر میں مسیح موعودؑ کے ذریعہ غلبہ اسلام کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ خیر یہ تو علمی بات ہے۔

بات ہو رہی تھی مکرم ماسٹر محمد یوسف صاحب کے والد بزرگوار کی۔ بعض اوقات خدا تعالیٰ ایسی راہوں سے بھی ہدایت کے سامان عطا فرماتا ہے جو بظاہر کسی فلسفی کے ذہن کی اختراع ہوتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی نظر انسان کے دل پہ ہوتی ہے اور اگر دل میں اخلاص ہو تو خدا تعالیٰ ہدایت کے سامان پیدا کر دیتا ہے چنانچہ جب ماسٹر صاحب کے والد حضورؑ کے پاس گئے تو سینۂ مبارک سے چمٹ گئے۔ ادھر خدا تعالیٰ کے فرشتوں کے القاء کے نتیجہ میں سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ نے بھی انہیں گلے لگائے رکھا اور دعاؤں سے نوازتے رہے جب خاصی دیر کے بعد یہ خود ہی آپؑ سے الگ ہوئے تو آنسوؤں کا سیلاب آنکھوں سے رواں تھا اور پھر ہمیشہ کے لئے حضور کے ہو گئے۔

یہ تو ویسی ہی بات تھی جو کسی نے ایک احمدی سے کہا کہ اگر احمدیت سچی ہے تو جو گاڑی اس وقت فراٹے بھرتے جا رہی ہے ابھی رُک جائے اور سچ مچ گاڑی رک گئی۔

یا جیسا کہ انڈونیشیا کے پہلے مبلغ سلسلہ حضرت مولوی رحمت علی صاحب کے بارہ میں مکرم مولانا محمد صادق سماٹریؓ نے لکھا ہے کہ پاڈانگ (انڈونیشیا) میں حضرت مولوی صاحب کی تبلیغی گفتگو ہالینڈ کے ایک بشپ کے ساتھ شروع ہوئی اسی اثناء میں موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ وہ علاقہ ایسا ہے کہ بارش گھنٹوں بلکہ بعض اوقات ہفتہ ہفتہ بھر مسلسل ہوتی رہتی ہے بشپ احمدی مبلغ کے دلائل سے لاجواب ہونے لگا تو یک دم موضوع بدل کر کہنے لگا کہ اگر آپ کا مسیح سچا ہے تو ہمیں یہ کرشمہ دکھائیں کہ یہ بارش یک دم بند ہو جائے۔ حضرت مولوی صاحب نے بغیر کسی توقف کے بلند آواز سے فرمایا:-

"اے بارش تو اسی وقت خدا کے حکم سے تھم جا اور اسلام کے زندہ خدا کا ثبوت دے۔" اسلام کے قادر مطلق خدا کے قربان جایئے کہ وہ بارش خدا کے اذن سے چند لحظوں میں تھم گئی اور وہ بشپ اور اس کے سب ساتھی ششدر رہ گئے۔

اس نوعیت کے ہزاروں لاکھوں اقتداری معجزات دنیائے احمدیت میں ظاہر ہو رہے ہیں اور اس بات کی شہادت دے رہے ہیں کہ سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ سچ مچ ہمارے آقا و مولیٰ محمد عربی ﷺ کے غلام یعنی غلام احمد تھے۔ آپؑ کے عاشق صادق، امتی، خادم اسلام نبی اللہ اور قرآن کریم کی شریعت کو از سر نو دنیا میں قائم و نافذ کرنے کے لئے عین قرآن و حدیث کے مطابق مبعوث ہوئے تھے۔

آپ کی ولادت باسعادت 13 فروری 1835ء بمطابق 14 شوال 1250ھ بروز جمعۃ المبارک نماز فجر کے وقت قادیان میں ہوئی۔ آپ کا تعلق اہل فارس کی قوم "برلاس" سے تھا۔ آپ کے جد امجد مرزا ہادی بیگ 1530ء میں سمرقند سے ہجرت کر کے ہندوستان میں وارد ہوئے۔ یہ ظہیر الدین بابر، سلطنتِ مغلیہ کے پہلے تاجدار کا عہد تھا۔ اور چونکہ مرزا ہادی بیگ امیر تیمور کے چچا حاجی برلاس کی نسل سے تھے اس لئے بابر بادشاہ نے اس شاہی خاندان کو مشرقی پنجاب کے علاقہ میں بہت بڑی جاگیر سے نوازا۔ اس کا مرکز اسلام پور قاضیاں اور پھر قادیان کہلانے لگا۔

1716ء میں محمد فرخ غازی، شہنشاہِ ہند نے حضرت مرزا صاحب کے والد بزرگوار کے پڑدادا۔ مرزا فیض محمد صاحب کو عضدُالدولہ کا لقب اور ہفت ہزاری کا جلیل القدر منصب عطا کیا۔ آہستہ آہستہ یہ عظیم ریاست گھٹتے گھٹتے صرف 84-85 دیہات میں محدود ہو گئی اور اسی پر بس نہیں بعد ازاں سکھوں نے آپ کے دادا حضرت مرزا عطا محمد کے زمانہ میں اس بچی کھچی ریاست پر بھی قبضہ کر لیا اور یہ خاندان بے سروسامانی کی حالت میں کپور تھلہ ریاست میں نقل مکانی کر گیا۔ آپ کے والد حضرت مرزا غلام مرتضٰی صاحب کو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے آخری دور میں 1835ء میں ریاست کے پانچ گاؤں واپس دے دیئے گئے اور ریاست کی بے سروسامانی کا خاتمہ ہوا اور ریاست کپور تھلہ سے یہ خاندان دوبارہ قادیان منتقل ہو گیا لیکن جب 29 مارچ 1849ء کو پنجاب کا علاقہ انگریزی عملداری میں شامل کیا گیا تو ماسوائے قادیان کے یہ جاگیر بھی انگریزوں نے چھین لی اور اس کے بدلے میں صرف 700 روپے کی پنشن مقرر کر دی گئی جو جاگیر کے مقابلہ میں پرِ کاہ کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھتی تھی۔

مجھے حیرت ہوتی ہے جب بعض مخالفین احمدیت کو "انگریز کا خود کاشتہ پودا" کہتے ہوئے سنتا ہوں، انگریزی عملداری میں جائیداد کے 4/5 حصہ سے محروم کر دیا جانا" ایک منصف مزاج کے لئے صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے لئے بہت کافی ہے۔ اگر یہ انگریز کا لگایا ہوا پودا ہوتا تو چاہئے تو یہ تھا کہ انگریز مرزا فیض محمد صاحب عضد الدولہ کے عہد کی ہزاروں دیہات پر مشتمل عظیم جاگیر لوٹا دیتا۔ یہ کیا باغبان تھا کہ جس نے رنجیت سنگھ کے عہد کی لوٹائی ہوئی حقیر سی جائیداد کے پانچ میں سے چار حصے غصب کر لئے۔ کیا ہمارے مخالفین میں سے ایک بھی ایسا جواں مرد ہے جس سے یہ سلوک ہو اور وہ اس پہ سر دھننا شروع کر دے۔

ناخن نہ دے خدا تجھے اے پنجۂ جنوں
دے گا نہیں تو عقل کے بخئے ادھیڑ تو

## ولادت باسعادت

آپ 13 فروری 1835 بمطابق 14 شوال جمعۃ المبارک بوقت نماز فجر قادیان میں پیدا ہوئے آپ کی ولادت توام تھی آپ کے ساتھ ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی تھی ان کا نام جنّت بی بی تھا اور وہ جلد ہی فوت ہو گئیں۔

یہی وہ سال ہے جب کہ پنجاب میں عیسائیوں نے سب سے پہلے لدھیانہ میں اپنا تبلیغی مشن قائم کیا۔ خدا کا عجیب تصرّف ہے کہ اسی سال میں کاسر صلیب بھی پیدا ہوئے جنہوں نے بعد میں اسی شہر لدھیانہ میں اذنِ الٰہی سے اپنی جماعت کا آغاز کیا اور پہلی بیعت لی۔

آپ کی ولادت باسعادت کے بارے میں آپ کی والدہ ماجدہ حضرت چراغ بی بی صاحبہ کا بیان ہے کہ خاندان کی غریب الوطنی اور تنگ دستی کا دور قادیان سمیت پانچ دیہات کے واپس مل جانے کی وجہ سے ختم ہوا۔ اور خاندان میں فراخی اور کشائش کے سامان خدا تعالیٰ نے مہیّا فرما دیئے۔

## بچپن

آپ کا بچپن بے حد پاکیزہ اور باقی بچوں سے بہت مختلف تھا عام کھیل کود کی بجائے نیکی کے کاموں کی طرف میلان تھا۔ بہت چھوٹی عمر میں نماز کی طرف غیر معمولی رغبت تھی اور نیکی کے نمایاں آثار آپ کے چہرے بُشرے سے عیاں تھے۔ چنانچہ ایک صاحبِ کرامت بزرگ مولوی غلام رسول قلعہ سہاں سنگھ نے آپ کو دیکھ کر فرمایا "اگر اس زمانہ میں کوئی نبی ہوتا تو یہ لڑکا نبوت کے قابل ہے۔" (روایات صحابہ جلد نمبر 12 صفحہ 104)

## تعلیم

چونکہ آپ رئیس خاندان کے چشم و چراغ تھے اس لئے اس زمانہ کے دستور کے مطابق آپ کی تعلیم کے لئے چند اتالیق مقرر کئے گئے۔ جن سے آپ نے قرآن مجید، عربی صرف و نحو، فارسی زبان اور علوم مروجہ کی کچھ تعلیم حاصل کی۔ طب سے متعلق بعض کتب آپ کے والد ماجد نے آپ کو پڑھائیں۔

## جوانی

آپ ابتداء ہی سے خلوت پسند تھے اور زیادہ وقت مسجد کے ایک حجرہ میں عبادت اور ریاضت میں گزارتے تھے۔ اکثر روزے سے رہتے اور اپنا کھانا خاموشی سے بعض محتاجوں میں تقسیم فرما دیتے۔ کثرت سے دینی کتب کا مطالعہ فرماتے اور مختلف مذاہب کی طرف سے اسلام پر کئے جانے والے اعتراضات جمع کر کے ان کے ردّ کے لئے تحریر و تقریر کے ذریعے کوشاں رہتے۔

یہ وہ وقت تھا کہ ہندوستان میں عیسائیت۔ آریہ مذہب اور سکھ مذہب اسلام پر چاروں طرف سے حملہ آور تھے۔ آپ نے اسلام کے دفاع میں مختلف رسائل میں مضامین لکھنے شروع کئے اور 1888ء میں براہین احمدیہ کے دو حصے شائع کئے اور فرمایا کہ جو دلائل ہم نے قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ کی صداقت کے ثبوت میں قرآن کریم سے پیش کئے ہیں اگر کوئی غیر مسلم ان کا 1/5 حصہ بھی اپنے مذہب کی صداقت کے لئے اپنی الہامی کتاب سے نکال کر پیش کر سکے تو ہم اُسے دس ہزار روپیہ انعام دیں گے اس کتاب پر قد آور علماء نے بڑے شاندار ریویو لکھے اور اسے قرآن کی بے مثل اور بے نظیر خدمت قرار دیا۔

آپ کے والد بزرگوار کو آپ کے دنیوی روزگار کا بہت فکر تھا لیکن حضرت مرزا صاحب کا میلان بالکل اس طرف نہیں تھا۔ والد صاحب کے حکم کی اطاعت میں آپ نے بعض خاندانی مقدمات کی پیروی بھی کی مگر دل ان کی دنیوی جھمیلوں سے اُچاٹ تھا۔ والد صاحب نے زمینداری امور کی نگرانی بھی آپ کے سپرد کی مگر ان امور میں آپ کی بے رغبتی کی وجہ سے والد صاحب بعض اوقات آپ سے ناراض بھی ہو جاتے۔ گو وہ جانتے تھے کہ یہ فرزند "براً بِالوَالِدَین" ہے۔ آپ کے والد اکثر کہا کرتے تھے کہ میں صرف رحم کی خاطر اپنے بیٹے کو دنیا کے امور کی طرف توجہ دلاتا ہوں ورنہ میں جانتا ہوں کہ جس طرف اس کی توجہ ہے (یعنی دین کی طرف) صحیح اور سچی بات یہی ہے۔ ہم تو اپنی عمر ضائع کر رہے ہیں۔

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13، صفحہ 184 حاشیہ)

## جوانی میں انقطاع الی اللہ کی چند مثالیں

والد صاحب کی ہدایت پر ایک مقدمے کی پیروی کے لئے آپ کو لاہور جانا پڑا وہاں آپ سیّد محمد علی شاہ صاحب رئیس قادیان کے ہاں مقیم تھے۔ ایک دن آپ ہشاش بشاش شاہ صاحب کے ہاں واپس آئے۔ شاہ صاحب نے مقدمہ کے بارے میں استفسار کیا۔ آپ نے فرمایا:
"خدا کا شکر ہے مقدمہ خارج ہو گیا اور آئندہ اس کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔" کوئی عام دُنیادار ہوتا تو مقدمے میں ہارنے پر سخت محزون ہوتا مگر آپ خوش تھے کہ اب خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے کے لئے اور وقت مل سکے گا۔

آپ بٹالہ میں ایک مقدمہ کے سلسلہ میں گئے اور اس دوران نماز کا وقت ہو گیا آپ نے نماز شروع کی اردلی نے آواز دی اور فریق ثانی نے آپ کی غیر حاضری میں خوب زور و شور سے اپنا بیان دیا۔ مگر جج کے دل پر خدا تعالیٰ نے ایسا تصرّف کیا کہ اس نے آپ کی بات سنے بغیر ہی آپ کے حق میں فیصلہ دے دیا۔" (حیات طیبہ صفحہ 15)

آپ کی پاک فطرت کی وجہ سے بعض اوقات آپ کے والد کے بعض موروثی مخالفین گواہ کے طور پر آپ کا نام لکھوا دیا کرتے تھے اور آپ کسی ملامت کا خوف کئے بغیر ایسا بیان دینے میں بھی عار محسوس نہیں فرماتے تھے کہ جس سے خواہ آپ کے والد کے حقوق متاثر ہوں۔ اس وجہ سے بعض اوقات آپ کے والد بزرگوار آپ پر ناراضگی کا اظہار بھی فرماتے۔ آپ کے فرزند مرزا سلطان احمد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ "والد صاحب نے اپنی عمر ایک مغل کے طور پر نہیں گزاری بلکہ فقیر کے طور پر گزاری ہے۔" (حیات طیبہ صفحہ 15)

باقی آئندہ انشاءاللہ

"ہمارا یہ اُصول ہے کہ
کُل بنی نوع کی ہمدردی کرو"
﴾ارشاد سیدنا حضرت اقدس
مسیح موعود علیہ السلام﴿

# بعثت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

از قلم مکرم مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم، مبلغ انچارج جرمنی

قرآن کریم کے مطابق خدا تعالیٰ کی نعمتیں خصوصاً روحانی نعمتیں کسی خاص قوم یا دیس کے لئے نہیں ہیں بلکہ سب کیلئے عام ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہر امت اور ہر قوم میں اپنے رسول اور ہادی بھیجے جیسا کہ وہ فرماتا ہے

ولقد بعثنا فی کل امة رسولا ان اعبدو الله واجتنبوا الطاغوت (النحل 37) یعنی ہم نے ہر امت اور ہر قوم میں اپنے رسول بھیجے جنہوں نے آکر یہ تعلیم دی کہ اے لوگو تم اللہ کی عبادت کرو اللہ کی پرستش کرو اور ہر حد سے بڑھنے والے سے علیحدہ رہو۔ پھر فرمایا ولکل قوم هاد (رعد 8) اور ہر ایک قوم کے لئے خدا کی طرف سے ایک ہادی ایک رہنما بھیجا جا چکا ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے جس کا کوئی عقلمند انکار نہیں کر سکتا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے پہلے جس قدر نبی رسول اور ہادی آئے وہ خاص قوم اور خاص ملک کے لئے آئے ان میں سے کسی نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ تمام دنیا کیلئے بھیجا گیا ہے۔ یہ فخر اور عظمت صرف حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے " قل یایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا" (اعراف 159) کہو کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جب بھیجے گئے اس وقت دنیا کی تمام قومیں خراب ہو چکی تھیں اور خدا سے دور ہو گئی تھیں اس لئے آپ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے وہ تعلیم دی جو تمام انسانوں کے لئے کامل ھدایت تھی اور آپ کے ذریعہ دین مکمل اور پورا ہوا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

" الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا" (المائدہ 4)

یعنی آج میں نے تمہارے فائدہ کیلئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر احسان کو پورا کر دیا ہے اور تمہارے لئے دین کے طور پر اسلام کو پسند کیا ہے۔

بے شک قرآن کریم کے ذریعہ دین مکمل ہو گیا۔ مگر چونکہ مسلمان بھی ایک زمانہ میں دین کی حقیقت سے دور چلے جانے والے تھے اور قرآن شریف کو چھوڑ جانے والے تھے یعنی اس کی تعلیم کو بھول جانے والے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

" وقال الرسول یارب ان قومی اتخذوا هذاا لقرآن مهجورا " یعنی اور رسول نے کہا۔ اے میرے رب میری قوم نے تو اس قرآن کو پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا ہے۔ (الفرقان 31)

اس لئے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے خدا سے علم پا کر فرمایا" یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمه ولا من القرآن الا رسمه مساجدهم عامرة وهی خراب من الهدیٰ علماء هم شرمن تحت ادیم السماء ۔ (مشکوۃ باب العلم)

یعنی اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا اور قرآن شریف کا صرف نقش رہ جائے گا۔ اُس وقت مسجدیں آباد ہوں گی اس لحاظ سے کہ بہت عمدہ بنی ہوئی ہوں گی لیکن ھدایت سے خالی ہوں گی نمازی ان میں نہیں ہوں گے اور اُس زمانہ کے علماء (مولانا) اس آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ پھر فرمایا:

" افترقت الیهود علی ثنتین وسبعین فرقة وتفترق اُمتی علی ثلاث و سبعین فرقة کلهم فی النار الا واحدة قالو من هم یارسول الله قال ماانا علیه واصحابی الاوهی الجماعة ۔" (مشکوۃ)

یہود 72 فرقوں میں تقسیم ہوئے تھے اور میری امت 73 فرقوں میں تقسیم ہو گی اور یہ سارے فرقے ناری اور جہنمی ہوں گے سوائے ایک فرقہ کے صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ یہ ناجی فرقہ والے کون لوگ ہوں گے تو فرمایا۔ جو میرے اور میرے صحابہ کے طریق اور راستہ پر ہوں گے اور فرمایا یہ فرقہ ایک جماعت ہو گی گویا اس فرقے کا ایک امام ہو گا اور اس امام کی اتباع اور پیروی کی وجہ سے وہ جماعت کہلائیں گے۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کے صحابہؓ کس طریق پر تھے اور ان کا کیا راستہ تھا وہ قرآن کریم میں واضح طور پر بتا دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

" قل هذه سبیلی ادعوا الی الله علی بصیرة انا ومن اتبعنی ۔ (یوسف) کہہ یہ میرا طریق ہے یہ میرا راستہ ہے میں بصیرت پر قائم ہوتے ہوئے دعوت الی اللہ کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف لوگوں کو بلاتا ہوں میں بھی اور جس نے میری پیروی کی یعنی میرے صحابہ بھی۔ اب امت مسلمہ میں سے دعوۃ الیٰ اللہ کا پروگرام۔ تبلیغ اسلام کا جہاد کبیر قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم شائع کر کے مثلاً انگریزی، ڈچ، جرمن، فرنچ، اطالوی، سواحیلی، اسپرانتو، ڈینش، یوروبا، ملائی، گرمکھی اور اردو نیز دنیا کے تقریباً تمام ممالک میں تبلیغ اسلام کے مراکز قائم کر کے اور افریقہ، یوروپ، امریکہ اور ایشیا میں ہزاروں مسجدیں تعمیر کر کے جس جذبہ اور جوش سے جماعت احمدیہ خدمت انجام دے رہی ہے اس کی مثال صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ کے بعد کہیں نہیں ملتی۔ وذلك فضل الله یوتیه من یشاء ۔

قرآن کریم میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتوں کا ذکر ہے ایک اور پہلی بعثت کا ذکر هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم سورہ جمعہ کی تیسری آیت میں ہے اور آنحضرت ﷺ کی دوسری بعثت منهم لما یلحقوا بهم کے الفاظ میں ہے۔

جب صحابہ کرام نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ یہ آخرین کون ہیں تو حضرت رسول مقبول نے اپنے صحابی حضرت سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا

لو کان الایمان معلقا بالشر یالناله رجل او رجال من هؤلاء (بخاری کتاب التفسیر)

اس آیت کریمہ میں اور اس تفسیر رسول ﷺ میں ایک شخص کے ظہور کی خبر دی گئی ہے جو کہ امت محمدیہ میں مبعوث ہو گا اور وہ ایمان کو اگر وہ ثریا ستارے پر بھی ہو گا واپس لائے گا۔ سو واضح ہو کہ اس آیت میں رجل فارس کے آنے کی خبر دی گئی ہے وہی مسیح و مہدی موعود ہے۔

آخری زمانہ کے سب سے بڑے مفسر حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام ان آیات کی تشریح میں فرماتے ہیں " ...... زمانے تین ہیں، ایک اول جو صحابہ کا زمانہ ہے اور ایک اوسط جو مسیح موعود اور صحابہ کے درمیان ہے اور ایک آخری زمانہ، جو مسیح موعود کا زمانہ اور مصداق آیت، وآخرین منهم کا ہے۔ وہ وہی زمانہ ہے جس میں ہم ہیں ...... چنانچہ اس زمانے کے لوگوں کی نسبت آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:-

خیرهذه الامة اولها وآخرها اوّلها فیهم رسول الله صلی الله عیه وسلم ۔ واخرها فیهم عیسی ابن مریم و بین ذالك فیج اعوج لیسوا منی ولست منهم۔ عنی امتیں دو ہی بہتر ہیں، ایک اولی اور ایک آخر اور درمیانی گروہ ایک لشکر کج ہے جو دیکھنے میں ایک فوج اور روحانیت کی رو سے مردہ ہے نہ وہ مجھ سے اور نہ میں ان میں سے ہوں...... اور اس جگہ ایک نکتہ ہے اور وہ یہ ہے کہ جیسا کہ اللہ جل شانہ نے ظاہر الفاظ آیت میں وآخرین منهم کا لفظ استعمال کر کے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ وہ لوگ جو کمالات میں صحابہ کے رنگ میں ظاہر ہوں گے وہ آخری زمانہ میں آئیں گے۔ ایسا ہی اس آیت و آخرین منهم لما یلحقوبهم کے تمام حروف کے اعداد سے جو 1275 ہیں اس بات کی طرف اشارہ کر دیا جو آخرین منهم کا مصداق جو فارسی الاصل ہے اپنے نشاء ظاہر کا بلوغ اس سن میں پورا کر کے صحابہ سے مناسبت کرے گا۔ سو یہی سن 1275 ہجری جو آیت وآخرین منهم لما یلحقوبهم کے حروف کے اعداد سے ظاہر ہوتا ہے اس عاجز کی بلوغ اور پیدائش ثانی اور تولد روحانی کی تاریخ ہے جو آج کے دن تک چونتیس برس ہوتے ہیں۔" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ 220,209)

سورۃ قیامۃ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یسئل ایان یوم القیمة ۔ فاذا برق البصر ۔ وخسف القمر ۔ وجمع الشمس والقمر ۔ (آیت 7 تا 10) (یعنی منکر) پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب ہے؟ ہم اس کی علامتیں بتاتے ہیں، وہ تب ہو نگی جب آنکھیں متحیر رہ جائیں گی۔ یعنی ایسے حادثات ہوں گے کہ انسان کو حیرت میں ڈال دیں گے اور چاند کو گرہن لگے گا اور پھر سورج اور چاند جمع کر دیئے جائیں گے یعنی اس ماہ میں چاند گرہن کے بعد سورج گرہن ہو گا۔ کیونکہ مسیح کی آمد بھی قیامت کے قریب زمانہ میں بتائی گئی ہے اس لئے سورج اور چاند کا گرہن مسیح و مہدی کی علامت تفصیلی طور پر حدیث میں بیان کی گئی ہے۔ حضرت امام باقر محمد بن علیؓ سے روایت ہے " ان لمهدینا ایتین لم تکونا منذخلق السموت والارض ینکسف القمر لاول لیلة من رمضان و تنکسف الشمس فی النصف منه" (دار قطنی جلد 1 صفحہ 188) باب صفة صلاة الخسوف والکسوف۔

یعنی ہمارے مہدی کے لئے دو نشان مقرر ہیں اور جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے یہ نشان کسی اور مامور کے وقت ظاہر نہیں ہوئے اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ مہدی معہود کے زمانے میں رمضان کے مہینہ میں چاند کو اس کی گرہن لگنے کی تاریخوں میں سے پہلی رات میں گرہن لگے گا اور سورج کو اس کے گرہن لگنے کے دنوں میں سے درمیانی دن گرہن لگے گا۔

اہل علم سے پوشیدہ نہیں اور نواب صدیق حسن خان صاحب نے بھی لکھا ہے کہ " اہل نجوم کے نزدیک چاند گرہن سورج گرہن کے مقابل آنے سے ایک عام حالت میں سوائے تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں اور اسی طرح سورج گرہن بھی خاص شکل میں سوائے ستائیسویں، اٹھائیسویں اور انتیسویں تاریخوں کے کبھی نہیں لگتا۔" (حجج الکرامۃ صفحہ 344)

ملتان کے ایک مشہور ولی کامل بزرگ حضرت شیخ محمد بن عبد العزیز بہادر نے از روئے الہام الٰہی اس سال کی بھی تعین فرما دی جس میں رمضان کے مہینہ میں چاند کو اس کی پہلی تاریخ یعنی گرہن لگنے کی پہلی تاریخ، یعنی تیرھویں رمضان کو اور سورج کو اس کی درمیانی تاریخ یعنی گرہن لگنے کی درمیانی تاریخ یعنی اٹھائیسویں رمضان کو گرہن لگنا تھا۔ وہ فرماتے ہیں

در سن غاشی ہجری ۱۳۱۱ دو قرآن خواہد بود

از پئے مہدی و دجال دو نشان خواہد بود

یعنی 1311 ہجری میں سورج اور چاند کو گرہن لگے گا جو مہدی اور دجال کے لئے دو نشان ہوں گے۔ (احمد خاں خاکوانی پسر عبد الخالق خاکوانی ملتانی نے اخبار بدر 14 مارچ 1907ء میں اپنا حلفیہ بیان اس شعر پر شائع کروایا ہے۔)

چنانچہ قرآن کریم، احادیث اور بزرگان امت کی پیشگوئیوں کے عین مطابق رمضان 1311 ہجری مطابق 1894ء یہ گرہن مقررہ تاریخوں کو رمضان کے مہینہ میں لگا۔ (اخبار آزاد 4 دسمبر 1896ء نیز سول اینڈ ملٹری گزٹ 6 دسمبر 1896ء)

چاند گرہن 21 مارچ 1894ء کو اور سورج گرہن 6 اپریل 1894ء کو لگا۔ جب کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ نے اس گرہن سے تین سال قبل 1891ء میں مسیح موعود و مہدی موعہود کا دعویٰ کر دیا ہوا تھا اور ان نشانوں کے ظاہر ہونے کو آپ نے اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں۔

"یہ دار قطنی کی حدیث ہے کہ مہدی موعود کی یہ بھی نشانی ہے کہ خدا اس کے لئے اس زمانے میں یہ نشان ظاہر کرے گا کہ چاند اپنی مقررہ راتوں میں سے (جو اس کے خسوف کیلئے خدا تعالیٰ نے راتیں مقرر کر رکھی ہیں، یعنی تیرہویں، چودہویں، پندرہویں) پہلی رات میں گرہن پذیر ہو گا اور سورج اپنے مقررہ دنوں میں سے جو اس کے کسوف کے لئے خدا نے دن مقرر کر رکھے ہیں یعنی 29,28,27) درمیانی رات میں کسوف پذیر ہو گا اور یہ دونوں خسوف و کسوف رمضان میں ہوں گے۔

ایک حدیث میں ہے کہ مہدی کے وقت میں یہ دو مرتبہ واقع ہوں گے۔ چنانچہ یہ دونوں مرتبہ میرے زمانہ میں رمضان میں واقع ہو گئے ایک مرتبہ ہمارے اسی ملک میں دوسری مرتبہ امریکہ میں، اور ہمیں اس بات سے بحث نہیں کہ ان تاریخوں میں کسوف و خسوف رمضان کے مہینہ میں ابتدائے دنیا سے آج تک کتنی مرتبہ واقع ہوا ہے۔ ہمارا مدعا صرف اس قدر ہے کہ جب سے نسل انسانی دنیا میں آئی ہے نشان کے طور پر یہ خسوف و کسوف صرف میرے زمانہ میں میرے لئے واقع ہوا ہے اور مجھ سے پہلے کسی کو یہ اتفاق نہیں ہوا کہ ایک طرف تو اس نے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہو اور دوسری طرف اس کے دعویٰ کے بعد رمضان کے مہینہ میں مقرر کردہ تاریخوں میں خسوف و کسوف بھی واقع ہو گیا ہو اور اس نے اس خسوف کسوف کو اپنے لئے ایک نشان ٹھہرایا ہو اور دار قطنی کی حدیث میں تو کہیں نہیں ہے کہ پہلے کبھی کسوف خسوف نہیں ہوا کیونکہ لم تکونا کا لفظ مؤنث کے صیغہ کے ساتھ دار قطنی میں ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ ایسا نشان کبھی ظہور میں نہیں آیا تو لفظ لم یکونا مذکر کا صیغہ چاہیئے تھا نہ کہ لم تکونا کہ جو مونث کا صیغہ ہے، جس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد آیتین ہے یعنی دو نشان کیونکہ یہ مونث کا صیغہ ہے:

(چشمہ معرفت صفحہ 315,314)

باقی آئندہ انشاء اللہ

# حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے چار نشانات

❁❁❁❁ سیدنا حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے الفاظ میں ❁❁❁❁

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:-

"میں نے بارہا ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار قسم کے نشان مجھے دیئے ہیں اور جن کو میں نے بڑے دعوے کے ساتھ متعدد مرتبہ لکھا اور شائع کیا ہے۔"

☆ اوّل :- عربی دانی کا نشان ہے اور یہ اُس وقت سے مجھے ملا ہے۔ جب سے کہ محمد حسین (بٹالوی صاحب) نے یہ لکھا کہ یہ عاجز عربی کا ایک صیغہ بھی نہیں جانتا۔ حالانکہ ہم نے کبھی دعویٰ بھی نہیں کیا تھا کہ عربی کا صیغہ آتا ہے جو لوگ عربی اِملا اور اِنشاء میں پڑے ہیں وُہ اس کی مشکلات کا اندازہ کر سکتے ہیں اور اُس کی خوبیوں کا لحاظ رکھ سکتے ہیں۔ مولوی صاحب (مولوی عبدالکریم صاحب سے مراد تھی) شروع سے دیکھتے رہے ہیں کہ کِس طرح پر اللہ تعالیٰ نے اعجازی طور پر مدد دی ہے۔ بڑی مشکل آکر یہ پڑتی ہے جب ٹھیٹھ زبان کا لفظ مُناسب موقع پر نہیں ملتا۔ اس وقت خدا تعالیٰ وہ الفاظ القاء کرتا ہے۔ نئی اور بناوٹی زبان بنالینا آسان ہے۔ مگر ٹھیٹھ زبان مشکل ہے پھر ہم نے ان تصانیف کو بیش قرار انعامات کے ساتھ شائع کیا ہے اور کہا ہے کہ تم جس سے چاہو مدد لے لو اور خواہ اہل زبان بھی ملالو۔ مجھے خدا تعالیٰ نے اس بات کا یقین دلا دیا ہے کہ وہ ہر گز قادر نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ یہ نشان قرآن کریم کے خوارق میں سے ظلّی طور پر مجھے دیا گیا ہے۔

☆ دوم :- دُعاؤں کا قبول ہونا۔ میں نے عربی تصانیف کے دوران میں تجربہ کر کے دیکھ لیا ہے کہ کس قدر کثرت سے میری دعائیں قبول ہوئی ہیں۔ ایک ایک لفظ پر دُعا کی ہے اور میں رسول اللہ ﷺ کو تو مستثنیٰ کرتا ہوں (کیونکہ اُن کی طفیل اور اقتداء سے تو یہ سب کچھ ملا ہی ہے) اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میری دُعائیں اس قدر قبول ہوئی ہیں کہ کسی کی نہیں ہوئی ہوں گی۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ دس ہزار یا دو لاکھ یا کتنی۔ اور بعض نشانات قبولیت کے تو ایسے ہیں کہ ایک عالم ان کو جانتا ہے۔

☆ تیسرا نشان پیشگوئیوں کا ہے یعنی اظہار علی الغیب۔ یُوں تو نجومی اور رمّال لوگ بھی اٹکل بازیوں سے بعض باتیں ایسی کہہ دیتے ہیں۔ کہ اُن کا کچھ نہ کچھ حصہ ٹھیک ہوتا ہے اور ایسا ہی تاریخ ہم کو بتلاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی کاہن لوگ تھے جو غیب کی خبریں بتلاتے تھے۔ چنانچہ سطیح بھی ایک کاہن تھا مگر اِن اٹکل باز رمّالوں اور کاہنوں کی غیب دانی اور مامور من اللہ اور مُلہم کے اظہار غیب میں یہ فرق ہوتا ہے کہ مُلہم کا اظہار غیب اپنے اندر الٰہی طاقت اور خدائی ہیبت رکھتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے صاف طور پر فرمایا ہے۔

لایظھر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول

(پ29)

یہاں اظہار کا لفظ ہی ظاہر کرتا ہے کہ اس کے اندر ایک شوکت اور قوت ہوتی ہے۔

☆ چوتھا نشان قرآن کریم کے دقائق اور معارف کا ہے۔ کیونکہ معارف قرآن اس شخص کے سوا اور کسی پر نہیں کھل سکتے۔ جس کی تطہیر ہو چکی ہو۔ لا یمسّہ الا المطھّرون (پ27) میں نے کئی مرتبہ کہا ہے کہ میرے مخالف بھی ایک سورۃ کی تفسیر کریں اور میں بھی تفسیر کرتا ہوں پھر مقابلہ کر لیا جاوے مگر کسی نے جُرأت نہیں کی محمد حسین وغیرہ نے تو یہ کہہ دیا کہ ان کو عربی کا صیغہ نہیں آتا۔ اور جب کتابیں پیش کی گئیں تو بودے اور رکیک عذر کر کے ٹال دیا کہ یہ عربی تو اُروی کچالُو ہے مگر یہ نہ ہو سکا کہ ایک صفحہ ہی بنا کر پیش کر دیتا۔ اور دکھا دیتا کہ عربی یہ ہے۔

غرض یہ چار نشان ہیں جو خاص طور پر میری صداقت کے لئے مجھے ملے ہیں۔"

(الحکم جلد 2، نمبر 28-29 پرچہ 20-27 ستمبر 1898ء)

## خدا کے پاک بندے دوسروں پر ہوتے ہیں غالب

کلام سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نِشاں کو دیکھ کر انکار کب تک پیش جائے گا
ارے اِک اور جُھوٹوں پر قیامت آنیوالی ہے

یہ کیا عادت ہے کیوں سچّی گواہی کو چُھپاتا ہے
تِری اِک روز اے گستاخ! شامت آنیوالی ہے

ترے مکروں سے اَے جاہل! مرا نقصاں نہیں ہرگز
کہ یہ جاں آگ میں پڑ کر سلامت آنیوالی ہے

اگر تیرا بھی کُچھ دیں ہے بدل دے جو میں کہتا ہُوں
کہ عزّت مُجھ کو اور تُجھ پر ملامت آنیوالی ہے

بُہت بڑھ بڑھ کے باتیں کی ہیں تُو نے اور چُھپایا حق
مگر یہ یاد رکھ اِک دِن ندامت آنے والی ہے

خُدا رُسوا کرے گا تم کو مَیں اعزاز پاؤں گا
سُنو اے مُنکرو! اب یہ کرامت آنیوالی ہے

خُدا ظاہر کرے گا اِک نشاں پُر رُعب و پُرہیبت
دِلوں میں اِس نِشاں سے استقامت آنیوالی ہے

خُدا کے پاک بندے دُوسروں پر ہوتے ہیں غالب
مری خاطر خُدا سے یہ علامت آنے والی ہے

(تتمّہ حقیقۃ الوحی صفحہ 157 مطبوعہ 1907ء)

## بقیہ: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا خدام اور مریدوں سے حسن سلوک

قوموں کے لیڈر آتے ہیں تو ان کی قوم کے نوجوان ان کی گاڑیاں کھینچتے ہیں۔ آج حضور کی گاڑی کھینچنے کا شرف ہم حاصل کریں گے۔ فرمایا فوراً گھوڑے جوتو۔ ہم انسان کو حیوان بنانے کے لئے دنیا میں نہیں آئے ہم تو حیوان کو انسان بنانے کے لئے آئے ہیں۔

(حیات طیبہ صفحہ 456-457)

حضور کے ایک صحابی نظام الدینؓ صاحب لدھیانوی بہت غریب آدمی تھے۔ ایک دن مسجد مبارک کی چھت پر کھانا کھانے کے لئے احباب تشریف فرما تھے۔ میاں نظام الدین صاحب بھی ان میں بیٹھے تھے۔ ان کے کپڑے بھی پھٹے ہوئے تھے۔ اتنے میں کئی اور آدمی آتے گئے اور حضور کے قریب بیٹھتے گئے۔ نظام الدین صاحب حضور سے چار پانچ آدمی پرے بیٹھے تھے۔ ان اکابر کے آنے پر وہ اور پیچھے سرکتے گئے حتی کہ جوتیوں کی جگہ تک پہنچ گئے۔ اتنے میں کھانا آیا تو حضور نے ایک سالن کا پیالہ اور کچھ روٹیاں ہاتھ میں اٹھالیں اور میاں نظام الدین کو مخاطب ہو کر فرمایا:-

"آؤ میاں نظام الدین ہم اور آپ اندر بیٹھ کر کھانا کھائیں۔" یہ فرما کر مسجد کے صحن کے ساتھ جو کوٹھڑی ہے اس میں تشریف لے گئے اور حضور اور میاں نظام الدین نے ایک پیالے میں کھانا کھایا اور دوسرا کوئی دوست اندر نہ گیا۔ جو لوگ قریب آکر بیٹھتے گئے تھے اب ان کے چہروں پر شرمندگی ظاہر تھی۔ ایک غریب بوسیدہ لباس میں ملبوس جو جذبۂ ادب و احترام یا احساس کمتری کے تحت پیچھے ہٹتا گیا تھا اس کو کس طرح حضور نے نوازا کہ اپنے ساتھ بٹھایا اور اپنے پیالے میں شریک کیا۔

ایک دن فرمایا "میرا یہ مذہب کہ جو شخص ایک دفعہ مجھ سے عہدِ دوستی باندھے مجھے اس عہد کی اتنی رعائت ہوتی ہے کہ وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اور کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے میں اس سے قطع تعلقی نہیں کر سکتا ہاں اگر وہ خود قطع تعلق کر دے تو ہم لاچار ہیں۔ ورنہ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ اگر ہمارے دوستوں میں سے کسی نے شراب پی ہو اور بازار میں گرا ہو اور لوگوں کا ہجوم اس کے گرد ہو تو بلا خوف لومۃ لائم کے اسے اٹھا کر لے آئیں گے۔ فرمایا عہد دوستی بڑا قیمتی جوہر ہے اُس کو آسانی سے ضائع نہ کر دینا چاہیئے۔ اور دوستوں سے کیسی ہی ناگوار بات پیش آوے اسے ...... تحمل کے محل میں اتارنا چاہیئے۔"

(سیرت حضرت مسیح موعود از حضرت مولانا عبدالکریمؓ سیالکوٹی حاشیہ صفحہ 32-33)

حضور کے مخلص مرید حضرت مولانا سید سرور شاہ صاحب بیان فرماتے ہیں ایک بار قادیان کے قصابوں نے کوئی شرارت کی۔ اس پر حضور نے حکم دیا کہ ان سے گوشت خریدنا بند کر دیا جائے۔ چنانچہ کئی دنوں تک گوشت نہ ملا اور سب لوگ دال، سبزی پر گزارا کرتے رہے۔ ایک روز میں نے عرض کی کہ میرے پاس ایک بکری ہے وہ میں حضور کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ حضور اسے ذبح کروا کے اس کا گوشت اپنے استعمال میں لاویں۔ حضرت صاحب نے فرمایا "مولوی صاحب ہمارا دل نہیں کرتا کہ ہمارے دوست دالیں کھائیں اور ہمارے گھر میں گوشت پکے۔" (سیرت سرور جلد نمبر 5 حصہ سوئم صفحہ 8)

حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ بیان فرماتے ہیں :-

"جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک شہادت کے لئے ملتان تشریف لے گئے تو راستہ میں لاہور میں اترے۔ اور وہاں جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ مفتی محمد صادق صاحب بیمار ہیں۔ تو آپ ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور ان کو دیکھ کر حدیث کے یہ الفاظ فرمائے۔ لابأس طھورا انشاء اللہ۔ یعنی فکر کی کوئی بات نہیں انشاء اللہ خیر ہو جائے گی۔ اور پھر آپ نے مفتی صاحب سے یہ بھی فرمایا کہ بیماری کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔ آپ ہمارے لئے دعا کریں۔ (سیرت المہدی حصہ دوم روایت 409 صفحہ 78-79)

حضرت قاضی محمد یوسف صاحب پشاوریؓ نے بیان فرمایا کہ "1904ء میں جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مقدمہ کی پیروی کے لئے گورداسپور میں قیام فرما تھے ایک دفعہ رات کو بارش ہونا شروع ہو گئی۔ اس وقت حضرت اقدس مکان کی چھت پر تھے۔ جہاں پر کہ ایک برساتی بھی تھی۔ بارش کے اتر آنے پر حضور اس برساتی میں داخل ہونے لگے مگر عین دروازے میں مولوی عبداللہ صاحب متوطن حضرو ضلع کیمبلپور نماز تہجد پڑھ رہے تھے۔ انہیں دیکھ کر آپ دروازہ کے باہر رُک گئے اور اسی طرح بارش میں کھڑے رہے حتی کہ مولوی عبداللہ صاحب نے اپنی نماز ختم کر لی پھر آپ برساتی میں داخل ہوئے۔ (سیرت المہدی حصہ دوم روایت نمبر 337 صفحہ 25-26)

حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹیؓ فرماتے ہیں:-

"آپ کے مزاج میں وہ تواضع اور انکسار اور ہضم نفس ہے کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں۔ زمین پر آپ بیٹھے ہوں اور لوگ فرش پر یا اونچے بیٹھے ہوں آپ کا قلب مبارک اس کو محسوس بھی نہیں کرتا چار برس کا عرصہ گزرتا ہے کہ آپ کے گھر کے لوگ لدھیانہ گئے ہوئے تھے جون کا مہینہ تھا اور اندر مکان نیا نیا بنا تھا میں دوپہر کے وقت وہاں بچھی ہوئی چارپائی پر لیٹ گیا۔ حضرت ٹہل رہے تھے میں ایک دفعہ جاگا تو آپ فرش پر نیچے لیٹے ہوئے تھے۔ میں ادب سے گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ آپ نے بڑی محبت سے پوچھا آپ کیوں اٹھے ہیں۔ میں نے عرض کیا آپ نیچے لیٹے ہوئے ہیں۔ میں اوپر کیسے سو سکتا ہوں۔ مسکرا کر فرمایا میں تو آپ کا پہرہ دے رہا تھا۔ لڑکے شور کرتے تھے انہیں روکتا تھا کہ آپ کی نیند میں خلل نہ آوے۔ (سیرت مسیح موعودؑ صفحہ 40 مصنفہ حضرت مولوی عبدالکریمؓ)

(میں مسیح موعود اور امام قائم ہوں)

وانّی انا الموعود والقائم الّذی
بہ تملأنّ الارض عدلاً وتُثمر
بنفسی تجلّت طلعۃ اللہ للوریٰ
فیاطالبی رشد علی بابی احضروا
خذوا حظّکم منّی فانّی امامکم
أُذکّرکم ایّامکم واُبشرِ

ماہنامہ

انصار اللہ جرمنی کا ترجمان

# اخبار احمدیہ

جرمنی

ایڈیٹر:- صادق محمد طاہر

AHMADIYYA MUSLIM JAMAAT GERMANY

جلد نمبر 4 ماہ 1377 ہجری شمسی مطابق مارچ 1997ء شمارہ نمبر 3-B

## ☆ خصوصی شمارہ -- ہفتہ مسیح موعود 23 تا 29 مارچ 1998ء ☆

### شمارہ ھذا سے متعلق ضروری وضاحت

23 مارچ 1889 کا دن جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مختلف جماعتوں میں تقاریب منعقد کر کے شایان شان طریق پر یہ دن منایا جاتا ہے اور اسی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے جماعت احمدیہ جرمنی نے گذشتہ سال مجلس شوریٰ کے موقع پر یہ تجویز سفارش کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش کی تھی کہ ایک دن کی بجائے ہفتہ مسیح موعودؑ منانے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے تاکہ مختلف تقاریب کا انعقاد کر کے جہاں نئی نسل کو اپنی تاریخ سے آگاہی ہو وہاں دیگر اقوام میں بھی زیادہ سے زیادہ افراد تک پیغام حق پہنچایا جاسکے۔

چنانچہ حضور انور نے از راہ شفقت یہ تجویز منظور فرمائی اور اب 23 تا 29 مارچ 1998 کو جرمنی بھر میں ہفتہ مسیح موعود منایا جارہا ہے جس کے پیش نظر ادارہ اخبار احمدیہ یہ خاص نمبر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ احباب کے علم و عرفان کے ساتھ ساتھ ایمان و ایقان میں بھی ترقیات کا موجب بنائے۔ آمین۔

چونکہ ہر شمارہ بذریعہ ڈاک لندن بھجوایا جاتا ہے لہذا ڈاک میں تاخیر کی بناء پر بروقت شائع نہ ہو سکا جس پر ادارہ معذرت خواہ ہے تاہم اس میں درج مضامین سے تمام دنوں کے تمام لمحات میں استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

### سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بیش قیمت نصائح پر مشتمل ارشادات

## تمہارا فرض ہے کہ سچی توبہ کرو اور اپنی سچائی اور وفاداری سے خدا کو راضی کرو

"خدا تعالیٰ نے اس زمانے کو تاریک پاکر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر ایمان اور صدق اور تقویٰ اور راستبازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کر کے مجھے بھیجا ہے تاکہ وہ دوبارہ دنیا میں علمی اور عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے اور تا اسلام کو ان لوگوں کے حملوں سے بچائے جو فلسفیت اور نیچریت اور اباحت اور شرک اور دہریت کے لباس میں اس الٰہی باغ کو کچھ نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔" (آئینہ کمالات اسلام 251)

"وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کردوں اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھلاؤں اور خدا کی طاقتیں جو اس کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ نہ محض قال سے ان کی کیفیت بیان کروں اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگادوں اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہوگا بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہوگا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔" (لیکچر لاہور صفحہ 47)

"تمہارا فرض ہے کہ سچی توبہ کرو اور اپنی سچائی اور وفاداری سے خدا کو راضی کرو تاکہ تمہارا آفتاب غروب نہ ہو اور تاریکی کے چشمہ کے پاس جانے والے نہ ٹھہرو اور نہ تم ان لوگوں سے بنو جنہوں نے آفتاب سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا پس تم پورا فائدہ حاصل کرو اور پاک چشمہ سے پانی پیئو تا خدا تم پر رحم کرے۔ وہ انسان بدقسمت ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کے وعدوں پر ایمان لاکر وفاداری اور صبر کے ساتھ ان کی انتظار نہیں کرتا اور شیطان کے کاموں کو یقینی سمجھ بیٹھتا ہے اس لئے کبھی بے دل نہ ہو جاؤ اور تنگی اور عسر کی حالت میں گھبراؤ نہیں خدا تعالیٰ خود رزق کے معاملہ میں فرماتا ہے۔ ورزقکم فی السماء وما توعدون۔"

(الحکم 24 مئی 1902)

"استغفار کرتے رہو اور موت کو یاد رکھو موت سے بڑھ کر اور کوئی بیدار کرنے والی چیز نہیں ہے۔ جب انسان سچے دل سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرتا ہے جس وقت انسان اللہ تعالیٰ کے حضور سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ پہلے گناہ بخش دیتا ہے پھر بندے کا نیا حساب چلتا ہے۔ اگر انسان کا کوئی ذرا سا بھی گناہ کرے تو وہ ساری عمر اس کا کینہ اور دشمنی رکھتا ہے اور گو زبانی معاف کردینے کا اقرار بھی کرے لیکن پھر بھی جب اسے موقع ملتا ہے تو اپنے اس کینہ اور عداوت کا اس سے اظہار کرتا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ ہی ہے کہ جب بندہ سچے دل سے اس کی طرف آتا ہے تو وہ اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور رجوع بہ رحمت فرماتا ہے۔ اپنا فضل اس پر نازل کرتا ہے اور اس گناہ کی سزا کو معاف کر دیتا ہے۔ اس لئے اب تم بھی ایسے ہو کر جاؤ جو پہلے نہ تھے۔

نماز سنوار کر پڑھو خدا جو یہاں ہے وہاں بھی ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ جب تک تم یہاں ہو تمہارے دلوں میں خدا کا خوف ہو اور جب پھر اپنے گھروں میں جاؤ تو بے خوف اور نڈر ہو جاؤ، نہیں بلکہ خدا کا خوف ہر وقت تمہیں رہنا چاہیئے۔ ہر ایک کام کرنے سے پہلے سوچ لو اور دیکھ لو کہ اس سے خدا تعالیٰ راضی ہو گا یا ناراض۔ نماز بڑی ضروری چیز ہے اور مومن کا معراج ہے۔ خدا تعالیٰ سے دعا مانگنے کا بہترین ذریعہ نماز ہے۔ نماز اس لئے نہیں کہ ٹکریں ماری جاویں یا مرغ کی طرح کچھ ٹھونگیں مارلیں۔ بہت لوگ ایسی ہی نمازیں پڑھتے ہیں اور بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ کسی کے کہنے سننے سے نماز پڑھنے لگتے ہیں یہ کچھ نہیں۔

نماز خدا تعالیٰ کی حضوری ہے اور خدا تعالیٰ کی تعریف کرنے اور اس سے اپنے گناہوں کے معاف کرانے کی مرکب صورت کا نام نماز ہے کیونکہ نماز ہرگز نہیں جو اس غرض اور مقصد کو مدنظر رکھ کر نماز نہیں پڑھتا۔ پس نماز بہت ہی اچھی طرح پڑھو۔ کھڑے ہو تو ایسے طریق سے کہ تمہاری صورت صاف بتادے کہ تم خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں دست بستہ کھڑے ہو اور جھکو تو ایسے جس سے صاف معلوم ہو کہ تمہارا دل جھکتا ہے اور سجدہ کرو تو اس آدمی کی طرح جس کا دل ڈرتا ہے اور نمازوں میں اپنے دین اور دنیا کے لئے دعا کرو۔"

(الحکم 31 مئی 1902ء)

> جسم کو مل مل کے دھونا، یہ تو کچھ مشکل نہیں
> دل کو جو دھووے، وہی ہے پاک نزدِ کردگار
> ایک عالم مرگیا ہے، تیرے پانی کے بغیر
> پھیر دے اے میرے مولا، اس طرف دریا کی دھار
>
> (درثمین)

### سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو زریں نصائح

## اخلاق کا درست کرنا بڑا مشکل کام ہے جب تک انسان اپنا مطالعہ نہ کرتا رہے یہ اصلاح نہیں ہوتی

## ہماری جماعت کو سرسبزی نہیں آئے گی جب تک وہ آپس میں سچی ہمدردی نہ کریں

"اخلاق کا درست کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ جب تک انسان اپنا مطالعہ نہ کرتا رہے یہ اصلاح نہیں ہوتی۔ زبان کی بداخلاقیاں دشمنی ڈال دیتی ہیں۔ اس لئے اپنی زبان کو ہمیشہ قابو میں رکھنا چاہیئے۔ دیکھو کوئی شخص ایسے شخص کے ساتھ دشمنی نہیں کر سکتا جس کو وہ اپنا خیر خواہ سمجھتا ہے پھر وہ شخص کیسا بے وقوف ہے جو اپنے نفس پر بھی رحم نہیں کرتا اور اپنی جان کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے جبکہ وہ اپنے قویٰ سے عمدہ کام نہیں لیتا اور اخلاقی قوتوں کی تربیت نہیں کرتا ہر شخص کے ساتھ نرمی اور خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہیئے...... ہماری جماعت کو سرسبزی نہیں آئے گی جب تک وہ آپس میں سچی ہمدردی نہ کریں جس کو پوری طاقت دی گئی ہے وہ کمزور سے محبت کرے۔ میں جو سنتا ہوں کہ کوئی کسی کی لغزش دیکھتا ہے تو وہ اس سے اخلاق سے پیش نہیں آتا بلکہ نفرت اور کراہت سے پیش آتا ہے حالانکہ چاہیئے تو یہ کہ اس کے لئے دعا کرے محبت کرے اور اسے نرمی اور اخلاق سے سمجھائے مگر بجائے اس کے کینہ میں زیادہ ہوتا ہے اگر عفو نہ کیا جائے۔ ہمدردی نہ کی جاوے اس طرح پر بگڑتے بگڑتے انجام بد ہو جاتا ہے خدا تعالیٰ کو یہ منظور نہیں۔ جماعت تب بنتی ہے کہ بعض، بعض کی ہمدردی کرے پردہ پوشی کی جاوے جب یہ حالت پیدا ہو تب ایک وجود ہو کر ایک دوسرے کے جوارح ہو جاتے ہیں اور اپنے تئیں حقیقی بھائی سے بڑھ کر سمجھتے ہیں۔"

(الحکم 24 اگست 1902ء)

"ہماری جماعت کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ ان کا ایمان بڑھے۔ خدا تعالیٰ پر سچا یقین اور معرفت پیدا ہو نیک اعمال میں سستی اور کسل نہ ہو کیونکہ اگر سستی ہو تو پھر وضو کرنا بھی ایک مصیبت معلوم ہوتی ہے۔ چہ جائیکہ وہ تہجد پڑھے اگر عمل صالحہ کی قوت پیدا نہ ہو اور مسابقت علی الخیرات کے لئے جوش نہ ہو تو پھر ہمارے ساتھ تعلق پیدا کرنا بے فائدہ ہے۔ ہماری جماعت میں وہی داخل ہوتا ہے جو ہماری تعلیم کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے اور اپنی ہمت اور کوشش کے موافق اس پر عمل کرتا ہے لیکن جو محض نام رکھا کر تعلیم کے موافق عمل نہیں کرتا وہ یاد رکھے کہ خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو ایک خاص جماعت بنانے کا ارادہ کیا ہے اور کوئی آدمی جو دراصل اس جماعت میں نہیں ہے محض نام لکھانے سے جماعت میں نہیں رہ سکتا اس پر کوئی نہ کوئی وقت ایسا آجاوے گا کہ وہ الگ ہو جاوے گا۔ اس لئے جہاں تک ہو سکے اپنے اعمال کو اس تعلیم کے ماتحت کرو جو دی جاتی ہے۔" (الحکم 24 مارچ 1903)

"تمہارا کام اب یہ ہونا چاہیئے کہ دعاؤں اور استغفار اور عبادت الٰہی اور تزکیہ و تصفیہ نفس میں مشغول ہو جاؤ اس طرح اپنے تئیں مستحق بناؤ خدا تعالیٰ کی ان عنایات اور توجہات کا جن کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ خدا تعالیٰ کے میرے ساتھ بڑے بڑے وعدے اور پیشگوئیاں ہیں جن کی نسبت یقین ہے کہ وہ پوری ہوں گی مگر تم خوانخواہ ان پر مغرور نہ ہو جاؤ۔ ہر قسم کے حسد، کینہ، بغض، غیبت اور فسق و فجور کی ظاہری اور باطنی راہوں اور کسل اور غفلت سے بچو اور خوب یاد رکھو کہ انجام کار ہمیشہ متقیوں کا ہوتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والا خرۃ عندربک للمتقین اس لئے متقی بننے کی فکر کرو (الحکم 31 مئی 1902ء)

"اگر کوئی میرے قدم پر چلنا نہیں چاہتا تو مجھ سے الگ ہو جائے۔ مجھے کیا معلوم ہے کہ ابھی کون کون سے ہولناک جنگل اور پُرخار بادیہ درپیش ہیں جن کو میں نے طے کرنا ہے۔ پس جن لوگوں کے نازک پیر ہیں وہ کیوں میرے ساتھ مصیبت اٹھاتے ہیں۔ جو میرے ہیں وہ مجھ سے جدا نہیں ہو سکتے اور جو میرے نہیں وہ عبث دوستی کا دم مارتے ہیں کیونکہ وہ عنقریب الگ کئے جائیں گے اور ان کا پچھلا حال اُن کے پہلے حال سے بدتر ہوگا...... جو جدا ہونے والے ہیں جدا ہو جائیں ان کو وداع کا سلام لیکن یاد رکھیں کہ بدظنی اور قطع تعلق کے بعد اگر پھر کسی وقت جھکیں تو اُس جھکنے کی عند اللہ ایسی عزت نہیں ہو گی جو وفادار لوگ عزت پاتے ہیں کیونکہ بدظنی اور غداری کا داغ بہت ہی بڑا داغ ہے۔" (اخبار الحکم 17 جون 1903)

# اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا تاریخ ساز دن 23 مارچ 1889ء

مضمون نگار :- مکرم و محترم لئیق احمد صاحب طاہر مبلغ سلسلہ انگلستان

اس مضمون کا پہلا حصہ گذشتہ شمارہ خصوصی (3-A) میں شائع ہو چکا ہے۔ اب آخری حصہ پیش خدمت ہے۔

## سیالکوٹ میں ملازمت

بعض اوقات بعض احباب کم علمی کی بناء پر یہ سوال کرتے ہیں کہ مرزا صاحب خدا کے نبی ہو کر انگریزوں کے ملازم کیوں ہوئے۔ حالانکہ اگر ایسے احباب کی قرآن کریم پر پوری نظر ہو تو اسے ہرگز اعتراض کا رنگ نہ دیں۔ آخر ہمارے سیّد مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تو تجارت کے سلسلے میں حضرت خدیجہ سے معاملہ فہمی کی تھی۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی فرعونِ مصر کے ہاں لمبے عرصہ تک ملازمت کی تھی۔ یہ باتیں چنداں قابل اعتراض نہیں ہیں۔ قرآن کریم میں کس جگہ کسی مامور کی صداقت جانچنے کا یہ معیار بیان ہوا ہے؟

حضرت مرزا صاحب نے اپنے والد بزرگوار کے اصرار پر 1824 میں سیالکوٹ میں سرکاری ملازمت اختیار کی۔ آپ کے دل پر ہمیشہ اس کا بوجھ رہا۔ آپ اسے قید خانہ سے تعبیر فرمایا کرتے تھے۔ اگر والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری کی پرزور تعلیم قرآن کریم نے نہ دی ہوتی تو آپ یقیناً ایسی "قید" سے انکار فرما دیتے۔ اس ملازمت کے دوران آپ نے جس تقویٰ و طہارت سے وقت گزارا یہ مختصر مضمون اس تفصیل کا متحمل نہیں۔

قارئین صرف اس امر سے اندازہ لگائیں کہ دعویٰ کے بعد بھاری تعداد میں سیالکوٹ شہر اور ضلع کے مرد و زن نے آپ کو قبول کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس ضلع کے لوگ جو مقدمات کی پیروی میں سِول کورٹ میں آیا کرتے تھے آپ کی پاک اور مطہّر زندگی سے پہلے ہی متاثر تھے آپ عام ملازموں سے مختلف، صوم و صلوٰۃ کے پابند، دنیا سے بے زار اور حلم و کرم، عفت و تواضع اور انکسار اور خاکساری، ہمدردئ خلق اور پاک باطنی، اکلِ حلال، صدق مقال اور پرہیزگاری وغیرہ جیسے اخلاق فاضلہ کے حسین پیکر تھے۔ ملازمت سے سیدھے گھر آتے اور پہروں قرآن کریم کی تلاوت فرماتے۔ اپنا کمرہ اندر سے بند رکھتے اور ریاضت اور مجاہدات اور خدا تعالیٰ کی محبت میں سرشار رہتے۔ یا پھر آپ اسلام کے دفاع میں عیسائی پادریوں سے مباحثات کرتے نظر آتے جن میں پادری بٹلر صاحب ایم اے اور پادری الائشہ صاحب کے نام قابل ذکر ہیں۔

اسی طرح اس زمانہ میں آپ کے غیر معمولی تقویٰ و طہارت نے جن لوگوں کے دلوں میں گھر کیا ان میں شاعر مشرق ڈاکٹر سر محمد اقبال کے استاد مولانا سیّد میر حسن صاحب سیالکوٹی اور مولانا ظفر علی خاں صاحب ایڈیٹر زمیندار کے والد ماجد منشی سراج الدین صاحب قابل ذکر ہیں۔ بالآخر 1868ء میں والد بزرگوار کی اجازت سے نوکری سے استعفیٰ دے کر واپس قادیان آ گئے۔

1868 سے آپ پر الہامات کا سلسلہ جاری ہوا رؤیا اور کشوف کا سلسلہ یقیناً اس سے بہت پہلے جاری ہو چکا ہو گا آپ کو اللہ تعالیٰ جو غیب کی خبریں دیتا وہ اپنی ذات کے علاوہ قادیان کے ہندوؤں، سکھوں مسلمانوں وغیرہ سبھی کے بارہ میں ہوتیں اور جب یہ باتیں من و عن پوری ہو جاتیں تو سبھی حیران ہوتے اور لوگوں کے دل میں یہ بات میخ کی طرح گڑ گئی کہ یہ شخص خدا رسیدہ ہے۔

1875ء کے آخر میں آپ نے آٹھ نو ماہ کے روزے الٰہی اشارے پر رکھنے شروع کئے۔ لیکن یہ ریاضت بے حد رازداری سے بجا لاتے۔ گھر سے روزانہ جو کھانا وغیرہ آتا۔ وہ بعض یتیم بچوں کو دے دیتے۔ 24 گھنٹے میں آپ صرف ایک روٹی کھانے لگے پھر اس سے بھی کم کر کے چند نوالے کھا کر روزہ مکمل فرما لیتے۔ اس لمبی ریاضت اور مجاہدہ کے نتیجہ میں لطیف مکاشفات کے دروازے آپ پر کھولے گئے۔ بعض گذشتہ نبیوں کی ملاقاتیں ہوئیں اور عین بیداری کی حالت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مع حسنینؓ و علیؓ و فاطمہؓ دیکھا۔ (کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 198)

اس کے بعد آپ نے بعض بزرگوں سے ملاقات کرنے کے لئے بعض للّٰہی سفر اختیار کئے جن میں سے قابل ذکر حضرت مولوی عبداللہ غزنوی صاحب ہیں جو صاحب الہام و کشف بزرگ تھے۔ یہ وہی بزرگ ہیں جنہوں نے 1881ء میں اللہ تعالیٰ سے کشف پا کر یہ پیشگوئی کی کہ "ایک نور آسمان سے قادیان کی طرف نازل ہوا مگر افسوس کہ میری اولاد اس سے محروم رہ گئی۔"

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (حیات النبی جلد اول صفحہ 80)

## الیس اللہ کی انگوٹھی

"الیس اللہ بکاف عبدہ" کے نقش والی انگوٹھی گویا ایک احمدی کی نشانی بن گئی ہے یہ قرآنی آیت کا ایک حصہ ہے اور 1876ء میں حضرت مرزا صاحب کو الہام ہوا۔ اس زمانہ میں آپ ایک مقدمہ کے سلسلہ میں لاہور آئے ہوئے تھے کہ دوپہر کے وقت تھوڑی سی غنودگی کی حالت میں الہام ہوا۔ " والسماء والطارق "یعنی قسم ہے آسمان کی جو قضاء و قدر کا منبع ہے اور قسم ہے اس حادثہ کی جو آفتاب کے غروب کے بعد نازل ہو گا۔" اور حضرت مرزا صاحب کو سمجھایا گیا کہ آج ہی آپ کے والد بزرگوار حضرت مرزا غلام مرتضیٰ غروب آفتاب کے بعد فوت ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت والد صاحب کی وفات پر تقاضائے بشریت کے مطابق آپ کو خیال آیا کہ وہ آمدنی کے ذرائع جو حضرت والد صاحب کی زندگی کے ساتھ وابستہ تھے منقطع ہو جانے سے نہ معلوم کیا کیا مشکلات پیش آئیں اس خیال کا دل میں پیدا ہونا تھا کہ آپ کو یہ دوسرا الہام ہوا۔" الیس اللہ بکاف عبدہ " یعنی کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں؟

چنانچہ ایک انگشتری اس الہام پر مشتمل بنوائی گئی جو آج بھی ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انگشت مبارک میں پہنی ہوئی ہے۔ اس کے بعد حضرت مرزا صاحب پر کثرت سے الہامات و کشوف کا دروازہ کھل گیا۔

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بطلِ جلیل یہ داستان اس قدر عشق انگیز ہے کہ اسے ختم کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ اور جتنا بھی اس ذکر حبیب کو طویل کریں تشنگی کا احساس باقی رہتا ہے۔

## تعلق باللہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تعلق باللہ کا ایک ولولہ انگیز اور ایمان افروز واقعہ روح میں وجد کی کیفیت پیدا کر دیتا ہے۔ مکرم منشی عطاء اللہ صاحب پٹواری کو بعض احمدی تبلیغ کیا کرتے تھے اور جواباً یہ ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر تمسخر کرتے اور تخفیف کی نظر سے دیکھتے۔ شراب نوشی رشوت خوری اور ساتوں شرعی عیوب ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔

ایک روز ایک احمدی نے بڑے جوش سے انہیں حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کا پیغام پہنچایا تو کہنے لگے اچھا میں دیکھ لیتا ہوں تمہارے مرزا صاحب کتنے پانی میں ہیں اور خدا تعالیٰ سے ان کا کیسا تعلق تھا۔ یہ کہا اور جھٹ حضورؑ کو ایک لمبا چوڑا خط لکھ دیا کہ میری تین بیویاں ہیں۔ ان سے کوئی اولاد نہیں۔ آخری شادی کئے ہوئے بارہ برس کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اگر آپ فی الواقع مسیح موعود اور امام مہدی ہیں اور آپ کا دعویٰ ہے کہ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہے جیسا کہ وہ اولیاء اللہ کے ساتھ ہوا کرتا ہے تو دعا کریں کہ خدا تعالیٰ مجھے خوبصورت اور صحت مند بیٹا عطا فرمائے۔ لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ بیٹا میری تیسری بیوی سے نہ ہو۔ دوسری بیوی سے نہ ہو بلکہ پہلی بیوی سے ہو۔ جس سے شادی پر انہیں مدّت گزر چکی تھی اور وہ کبھی سرسبز نہ ہوئی تھی۔ جواباً انہیں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے خط لکھا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کے لئے دعا کی ہے اور دعا مقبول ہوئی ہے لیکن ایک شرط ہے کہ آپ حضرت ذکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح اپنے اندر نمایاں تبدیلی پیدا کریں۔

یہ خط ملنے پر آزمائش کے لئے مکرم منشی عطاء اللہ صاحب نے اپنے اندر پاک تبدیلی کا عزم صمیم کر لیا۔ دیکھتے دیکھتے ایک شرابی کبابی میں نیکی اور شرافت کے آثار پیدا ہونے لگے جیسے ایک خزاں رسیدہ درخت، بہار میں نئی روئیدگی اور تازگی سے تروتازہ ہو جاتا ہے یہی حال منشی عطاء اللہ صاحب کا تھا لوگ انہیں تعجب اور تجسّس کی نظر سے دیکھتے اور طرح طرح کے آوازے کستے اور رائے کا اظہار کرتے لیکن اللہ تعالیٰ کے دربار میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مناجاتیں باریابی حاصل کر چکی تھیں۔

اِدھر منشی عطاء اللہ صاحب میں مسیحِ رواں کی دعاؤں سے روحانی زندگی کروٹ لینے لگی۔ اُدھر اُن کی کڑی شرط کے مطابق ان کی پہلی بیوی، جو مدت مدید سے بانجھ اور بے ثمر تھی، حضرت ذکریا کی بیوی کی طرح، نشان نمائی کے لئے چن لی گئی۔ پانچ چھ ماہ بعد منشی عطاء اللہ صاحب نے اپنے دوست احباب سے کہنا شروع کر دیا کہ خدا تعالیٰ ان کے ہاں پہلی بیوی سے خوبصورت بیٹا عطا فرمائے گا۔ اور سچ مچ چند ماہ کے بعد ایسا ہی ہوا اور خدا تعالیٰ نے ان کے حسب دلخواہ اعجازی رنگ میں بیٹا عطا فرما دیا۔ مکرم منشی عطاء اللہ صاحب اُسی روز چند احباب کے ہمراہ قادیان گئے اور حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت کر کے امام مہدی کے غلاموں میں شامل ہو گئے۔

1882ء میں آپ پر مجددیّت اور ماموریت کا پہلا الہام ہوا۔ یکم دسمبر 1888ء کو آپ نے سب سے پہلے تحریر فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ جو لوگ حق کے طالب ہیں اور اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنا چاہتے ہیں وہ میری بیعت کریں۔ 12 جنوری 1889ء کو آپ نے دس شرائط بیعت کا اعلان فرمایا اور 23 مارچ 1889ء کو لدھیانہ میں حضرت صوفی احمد جان صاحب کے مکان پر پہلی بیعت ہوئی۔ پہلے روز فرداً فرداً چالیس افراد نے حضور کے ہاتھ پر بیعت کی۔ 1890ء کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے آپ پر انکشاف فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے جس مسیح ابن مریم کے آنے کی خبر دی تھی وہ آپ ہی ہیں اور پہلے مسیح ابن مریم تمام دیگر انبیاء کی طرح وفات پا چکے ہیں۔ اس کے معاً بعد آپ نے وضاحت فرمائی کہ مسیح اور مہدی دو الگ الگ وجود نہیں بلکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کی وضاحت فرما دی ہے کہ ایک ہی وجود کے یہ دو نام ہیں۔ (ابن ماجہ باب شدۃ الزمان)

اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے جس دور کا آغاز 23 مارچ 1889ء کو ہوا تھا آج ایک صدی کے بعد ہم اس کے نمایاں آثار دیکھ رہے ہیں الٰہی سنّت " افلایرون اناناتی الارض ننقصھا من اطرافھا افھم الغالبون" (انبیاء 45) نیز "کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی" (مجادلہ 22) کے مطابق احمدیت ہر قسم کے طوفانوں کا مقابلہ کرتے ہوئے شاہراہ غلبہ اسلام پر اس تیزی سے رواں دواں ہے کہ دشمن سکتہ میں آ گیا ہے۔ بھلا خدا کے لگائے ہوئے پودے کو کون میلی آنکھ سے دیکھ سکتا ہے۔ ہر مخالف ناکام ہوا، ہر فرعون کا سر پاش پاش کیا گیا ہے، ہر نمرود کی بھڑکائی ہوئی آگ گل و گلزار میں تبدیل کی گئی۔ ہر ابتلا میں سے احمدیت پہلے سے بلند تر، مضبوط تر، اور سرو قد ہو کر نکلی اور اس بات پر مہر تصدیق ثبت کر گئی کہ

جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و نزار

مبارک ہیں وہ جو اس پاک مسیح کی جماعت میں شامل ہوئے اور انہیں غلبہ اسلام کی مہم میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہت خوب اور برحق فرمایا۔

مَیں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
مَیں وہ ہوں نور خدا جس سے ہوا دن آشکار

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں ۔ آمد امام کامگار

نیز فرمایا ۔

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
مَیں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

آپ کی جماعت مصائب کے پہاڑوں کو زیر کرتی ہوئی ایک شہر سے دوسرے شہر ایک ملک سے دوسرے ملک اور ایک براعظم سے دوسرے براعظم میں محبت و آشتی سے غلبہ اسلام کے میناروں کی بنیادیں رکھ رہی ہے۔ اور بعض ملکوں میں یہ مینار ثریا کو چھو رہے ہیں۔ لیکن وائے افسوس ان محروموں پہ جو آنکھیں رکھتے ہوئے نہیں دیکھتے، کان ہوتے ہوئے نہیں سنتے۔ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے کس درد بھری لَے میں فرمایا تھا:

یارو مسیح وقت کہ تھی جن کی انتظار
راہ تکتے تکتے جن کی کروڑوں ہی مر گئے
آئے بھی اور آ کے چلے بھی گئے وہ آہ
ایّام سَعد ان کے بسُرعت گزر گئے

**بقیہ :- حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوۃ والسلام کی شبیہ مبارک**

### گردن مُبارک

آپؑ کی گردن مبارک متوسط لمبائی اور موٹائی میں تھی۔ آپؑ اپنے مطاع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ان کے اتباع میں ایک حد تک جسمانی زینت کا خیال ضرور رکھتے تھے۔ غسل جمعہ، حجامت، حِنا، مسواک، روغن اور خوشبو، کنگھی اور آئینہ کا استعمال برابر مسنون طریق پر فرمایا کرتے تھے مگر بانکے یا بنے ٹھنے رہنا آپؑ کی شان سے بہت دور تھا۔

# بعثت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

از قلم مکرم مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم، مبلغ انچارج جرمنی

اس مضمون کا پہلا حصہ گذشتہ شمارہ خصوصی (3-A) میں شائع ہو چکا ہے۔ اب آخری حصہ پیش خدمت ہے۔

"پس جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ پہلے بھی کئی دفعہ خسوف و کسوف ہو چکا ہے اس کے ذمہ یہ بارِ ثبوت ہے کہ وہ ایسے مدعی مہدویت کا پتہ دے جس نے اس کسوف و خسوف کو اپنے لئے نشان ٹھہرایا ہو اور یہ ثبوت یقینی اور قطعی چاہیئے۔ یہ صرف اسی صورت میں ہوگا کہ ایسے مدعی کی کوئی کتاب پیش کی جائے جس نے مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کیا ہو اور نیز یہ لکھا ہو کہ خسوف کسوف جو رمضان میں دار قطنی کی مقرر کردہ تاریخوں کے موافق ہوا ہے وہ میری سچائی کا نشان ہے، غرض کسوف خسوف خواہ ہزاروں مرتبہ ہوا اس سے بحث نہیں۔ نشان کے طور پر ایک مدعی کے وقت صرف ایک دفعہ معلوم ہؤا ہے اور حدیث نے ایک مدعی مہدویت کے وقت میں اپنے مضمون کا وقوع ظاہر کر کے اپنی صحت اور سچائی کو ثابت کردیا۔"

(چشمہ معرفت صفحہ 315,314)

اسی صداقت کو اپنے ایک شعر میں یوں فرماتے ہیں ؎

آسماں میرے لئے تو نے بنایا اک گواہ
چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار

احادیث میں ابن مریم اور امام مہدی کے ظہور کی خبر دی گئی مگر یہ دو وجود نہیں بلکہ ایک ہی وجود کے دو نام اس کی دو مختلف حیثیتوں کی وجہ سے دیئے گئے ہیں چنانچہ اس شک کو دور کرنے کیلیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

1: ولا المهدی الا عیسیٰ ابن مریم

(سنن ابن ماجہ باب شدۃ الزمان)

یعنی عیسیٰ ہی مہدی ہے۔

2: یوشك من عاش منكم ان یلقی ابن مریم اماما مهدیا و حكماً عدلاً

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 411)

یعنی جو بھی تم میں سے زندہ رہے گا وہ عیسیٰ بن مریم کو ملے گا جو امام مہدی اور حکم اور عدل ہو گا۔

3: والذی نفسی بیده لیوشكن ان ینزل فیكم ابن مریم حكماً عدلاً فیكسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة (صحیح بخاری۔ باب نزول عیسی بن مریم علیھما السلام) یعنی قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے عنقریب تم میں ابن مریم حکم و عدل کی حیثیت سے نازل ہو گا اور صلیب کو توڑے گا۔ خنزیر کو قتل کرے گا اور جزیہ کو منسوخ کردے گا۔

نزولؑ سے مراد آسمان سے اترنا نہیں بلکہ عزت و شرف کی وجہ سے ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قدانزل الله الیكم ذكرا رسولا (سورۃ الطلاق آیت 11-12) یعنی اللہ نے تمہارے لئے شرف کا سامان یعنی رسول اتارا ہے۔

حضرت عیسی علیہ السلام کی آمد ثانی سے مراد ان کے مثیل کی بعثت مراد ہے جس کی تائید دوسرے شواہد سے ہوتی ہے اور قرآن کریم اور احادیث حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کرتی ہیں۔ اور قرآن کریم کے مطابق فوت شدہ اس دنیا میں واپس نہیں آتے۔

وحرام علی قریة اهلكنا ها انهم لایرجعون۔

(انبیاء آیت 96)

اور ہر ایک بستی جسے ہم نے ہلاک کیا ہے اس کیلیئے یہ فیصلہ کردیا گیا کہ اس کے بسنے والے لوٹ کر اس دنیا میں نہیں آئیں گے۔

قرآن کریم کی تیس آیات سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہے جن میں سے ایک آیت وہ ہے جو سورۃ مائدہ کے آخری رکوع میں ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا ان کی وفات کے بعد بنایا ہے۔ اَب اگر دو ہزار سال پہلے بنی اسرائیل میں آنے والے عیسیٰ نے ہی دوبارہ مسلمانوں کی اصلاح کے لئے آنا تھا تو وہ خدا تعالیٰ کے حضور کس طرح انکار کر سکتے ہیں کہ ان کو کوئی علم نہیں کہ ان کو ان کی قوم نے خدا بنا رکھا ہے۔

پھر اگر کسی کو سینکڑوں سال کی عمر دے کر لمبے عرصہ کے لئے رکھنا تھا تو صرف اور صرف حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا بابرکت وجود تھا کوئی دوسرا اس کا حق نہیں رکھتا تبھی تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔

وما جعلنا لبشر من قبلك والخلدا فائن مت فهم الخلدون (انبیاء 35)

اور ہم نے کسی انسان کو تجھ سے پہلے غیر طبعی عمر نہیں بخشی۔ کیا اگر تو مر جائے تو وہ غیر طبعی عمر تک زندہ رہیں گے۔ سچ کہا کہنے والے نے ؎

غیرت کی جا ہے عیسیٰ زندہ ہو آسمان پر
مدفون ہو زمیں میں شاہ جہاں ہمارا

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:-

انه لم یكن نبی كان بعده نبی الا عاش نصف عمر الذی كان قبله وان عیسیٰ ابن مریم عاش عشرین ومائة وانی لا ارانی الاذاهباً علی راس الستین۔

(کنز العمال الجزء الحادی عشر حدیث نمبر 32262)

یعنی کوئی نبی نہیں گذرا کہ جس کی عمر پہلے نبی سے آدھی نہ ہوئی ہو اور یقیناً عیسیٰ ابن مریم ایک سو بیس سال کی عمر تک زندہ رہے تھے۔ پس میں سمجھتا ہوں کہ میری عمر ساٹھ سال کے قریب ہو گی۔

الطبقات الکبریٰ لابن سعد المجلد الثالث میں حضرت امام حسنؓ نے تو حضرت عیسی علیہ السلام کی وفات کی تاریخ بھی بیان کردی ہے۔ جب انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تاریخ وفات کی خبر ان الفاظ میں دی ہے:-

ولقد قبض فی اللیلة التی عرج فیها بروح عیسی بن مریم لیلة سبع و عشرین من رمضان۔ یعنی (وہ حضرت علی) اس رات کو فوت ہوئے ہیں جس رات کو عیسیٰ بن مریم کی روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی یعنی رمضان کی ستائیسویں تاریخ۔

سو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰ بن مریم کے امام مہدی ہو کر آنے کی خبر دی تو اس سے مراد مثیل عیسیٰ ابن مریم ہے جو آپ کی امت میں سے آپ کی غلامی اور پیروی سے مسیح اور مہدی کا درجہ دیا گیا اور وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب بانی جماعت احمدیہ ہیں جو تیرھویں صدی کے آخر اور چودھویں صدی میں حدیث کے مطابق مبعوث ہوئے۔

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الایات بعد المائتین (ابن ماجہ) آنحضرت نے فرمایا فتنوں کے ظہور کی نشانیاں دو سو سال بعد رونما ہوں گی۔

نامور محدث حضرت امام علی القاری (متوفی 1514 ہجری) اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

ویحتمل ان یكون اللام فی المائتین للعهد ای بعد المائتین بعد الالف وهو وقت ظهور المهدی

(مرقاۃ شرح مشکوۃ)

یعنی یہ بھی ممکن ہے کہ المائتین میں لام عہد کا ہو اور مراد یہ ہو کہ ہزار سال کے بعد دو سو سال یعنی بارہ سو سال کے بعد نشانیاں مکمل طور پر ظاہر ہوں گی اور وہی زمانہ مہدی کے ظہور کا ہے۔

ایک حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا مضت الف و مائتان واربعون سنة یبعث الله المهدی (النجم الثاقب جلد 2 صفحہ 209) یعنی جب 1240 سال گذریں گے تب اللہ تعالیٰ امام مہدی کو مبعوث فرمائے گا۔

اب ان دونوں حدیثوں سے واضح ہے کہ چونکہ فتنوں کے ظہور کا زمانہ تیرھویں صدی ہے اور ان فتنوں کو دور کرنے والے امام مہدی علیہ السلام نے بھی تیرھویں صدی ہجری کے آخر میں ہی ظاہر ہونا تھا اور وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب بانی جماعت احمدیہ کے وجود میں ظاہر ہو گئے۔

آثار القیامۃ فی حجج الکرامہ میں نواب سید صدیق حسن خاں نے لکھا "وبعض از مشائخ و اهل علم گفته اندكه خروج او بعد دوازده صد سال از هجرت شود ورنه از سیزده صد تجاوز نه كند" یعنی مشائخ اور اہل علم لوگوں میں سے بعض یہ کہتے ہیں کہ مسیح موعود کا ظہور ہجرت کے بارہ سو سال بعد ہو گا ورنہ تیرہ سو سال سے ہرگز تجاوز نہ کرے گا۔

حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ کا دعویٰ "مجھے خدا تعالیٰ کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی و بیرونی اختلافات کا حکم ہوں۔ یہ جو میرا نام مسیح اور مہدی رکھا گیا ہے ان دونوں ناموں سے رسول اللہ صلعم نے مجھے مشرف فرمایا ہے اور پھر خدا نے اپنے بلاواسطہ مکالمہ سے یہی میرا نام رکھا ہے اور پھر زمانہ کی حالت موجودہ نے تقاضا کیا کہ یہی میرا نام ہو۔ غرض میرے ان ناموں پر یہ تین گواہ ہیں۔

میرا خدا جو آسمان اور زمین کا مالک ہے میں اس کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ میں اس کی طرف سے ہوں اور وہ اپنے نشانوں سے میری گواہی دیتا ہے۔ اگر آسمانی نشانوں میں کوئی میرا مقابلہ کر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر دعاؤں کے قبول ہونے میں کوئی میرے برابر اتر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن کے نکات معارف بیان کرنے میں کوئی میرا ہم پلہ ٹھہر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر غیب کی پوشیدہ باتیں اور اسرار جو خدا کی اقتداری قوت کے ساتھ پیش از وقت مجھ سے ظاہر ہوتے ہیں ان میں کوئی میری برابری کر سکے تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں"

(اربعین نمبر 1 صفحہ 3-4)

قرآن کریم سے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی ایک اور دلیل سورۃ الحاقۃ میں بیان ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

تنزیل من رب العلمین ۔ ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین فما منكم من احد عنه حاجزین ۔

(سورۃ الحاقۃ آیات 44-48)

یعنی یہ رب العلمین خدا کی طرف سے اُتارا گیا ہے اور اگر یہ شخص ہماری طرف جھوٹا الہام منسوب کر دیتا خواہ ایک ہی ہوتا تو ہم یقیناً اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے اور اس کی رگ جان کاٹ دیتے اور اس صورت میں تم میں سے کوئی نہ ہوتا جو اسے درمیان میں حائل ہو کر خدا کی پکڑ سے بچا سکتا۔

آنحضرت ﷺ کی بعثت چالیس سال کی عمر میں ہوئی اور آپ کا وصال تریسٹھ سال کی عمر میں ہؤا۔ اس لئے علامہ سعد الدین تفتازانی شرح العقائد میں لکھتے ہیں جس کا اردو ترجمہ یہ ہے "عقل اس بات کو ناممکن قرار دیتی ہے کہ یہ باتیں ایک غیر نبی میں جمع ہو جائیں اس شخص کے حق میں جس کے متعلق خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ خدا پر افتراء کرتا ہے پھر اس کو تیئیس سال کی مہلت دے۔"

لہذا اللہ تعالیٰ پر افتراء کرنے والا بعد دعویٰ وحی والہام تیئیس سال زندہ نہیں رہ سکتا۔ ایسی کوئی مثال چودہ سو سال کی تاریخ میں پیش نہیں کی جا سکتی کہ کسی نے تقول کیا ہو اللہ تعالیٰ پر افتراء کیا ہو کہ مجھے یہ لفظی الہام یا وحی ہوئی ہے جبکہ خدا تعالیٰ نے اس کو وہ الہام نہ کیا ہو اور پھر وہ 23 سال بعد دعویٰ وحی اور الہام زندہ رہا ہو۔

حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کو پہلا الہام 1876ء میں ہؤا اور پھر یہ سلسلہ وحی و الہام وفات تک جو 1908ء میں ہوئی جاری رہا یعنی تیس بتیس سال بعد دعویٰ الہام زندہ رہے جو آپ کی صداقت کی عظیم الشان دلیل ہے۔

اس مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو اقتباسات سے ختم کرتا ہوں۔ حضور انور فرماتے ہیں:-

"میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں صادق ہوں اور اس کی طرف سے آیا ہوں"۔ (لیکچر لدھیانہ صفحہ 28)

پھر فرماتے ہیں:-

"یاد رہے کہ جو شخص اترنے والا تھا وہ عین وقت پر اُتر آیا اور آج تمام نوشتے پورے ہو گئے تمام نبیوں کی کتابیں اسی زمانہ کا حوالہ دیتی ہیں۔ عیسائیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اسی زمانہ میں مسیح موعود کا آنا ضروری تھا ان کتابوں میں صاف طور پر لکھا تھا کہ آدم سے چھٹے ہزار کے اخیر پر مسیح موعود آئے گا سو چھٹے ہزار کا اخیر ہو گیا اور لکھا تھا کہ اس سے پہلے ذوالسنین ستارہ (دمدارہ ستارہ) نکلے گا سو مدت ہوئی کہ نکل چکا اور لکھا تھا کہ اس کے ایام میں سورج اور چاند کو ایک ہی مہینہ میں جو رمضان کا مہینہ ہو گا گرہن لگے گا سو مدت ہوئی کہ یہ پیشگوئی بھی پوری ہو چکی اور لکھا تھا کہ اس کے زمانہ میں ایک بڑے جوش سے طاعون پیدا ہو گی اس کی خبر انجیل میں بھی موجود ہے سو دیکھتا ہوں کہ طاعون نے اب تک پیچھا نہیں چھوڑا اور قرآن شریف اور احادیث اور پہلی کتابوں میں لکھا تھا کہ اس کے زمانہ میں ایک نئی سواری پیدا ہو گئی جو آگ سے چلے گی اور انہی دنوں میں اونٹ بیکار ہو جائیں گے اور یہ آخری حصہ کی حدیث صحیح مسلم میں بھی موجود ہے۔ سو وہ سواری ریل ہے جو پیدا ہو گئی۔ اور لکھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا۔ سو صدی میں سے بھی اکیس برس گذر گئے۔ اب تمام نشانوں کے بعد جو شخص مجھے رد کرتا ہے وہ مجھے نہیں بلکہ تمام نبیوں کو رد کرتا ہے اور خدا تعالیٰ سے جنگ کر رہا ہے اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے بہتر تھا۔"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ 24-25)

"یہ اگر انساں کا ہوتا کاروبار اے ناکساں
ایسے کاذب کیلیئے کافی تھا وہ پروردگار

# حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی شبیہ مبارک

تحریر :- حضرت میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

احمدی تو خدا تعالیٰ کے فضل سے ہندوستان کے ہر گوشہ میں موجود ہیں بلکہ غیر ممالک میں بھی ہیں۔ مگر احمد کے دیکھنے والے اور نہ دیکھنے والے احمدیوں میں بھی ایک فرق ہے۔ دیکھنے والوں کے دل میں ایک سرور اور لذت اس کے دیدار اور صحبت کی اب تک باقی ہے۔ نہ دیکھنے والے بارہا تاسف کرتے پائے گئے کہ ہائے ہم نے جلدی کیوں نہ کی اور کیوں نہ اس محبوب کا اصلی چہرہ اس کی زندگی میں دیکھ لیا تصویر اور اصل میں بہت فرق ہے اور وہ فرق بھی وہی جانتے ہیں جنہوں نے اصل کو دیکھا۔ میرا دل چاہتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حلیہ اور عادات پر کچھ تحریر کروں۔ شاید ہمارے وہ دوست جنہوں نے اس ذات بابرکات کو نہیں دیکھا کچھ حظ اٹھائیں۔

## حلیہ مبارک

بجائے اس کے کہ آپ کا حلیہ بیان کروں اور ہر چیز پر خود کوئی نوٹ دوں یہ بہتر ہے کہ میں سرسری طور پر اس کا ذکر کرتا جاؤں اور نتیجہ پڑھنے والے کی رائے پر چھوڑ دوں۔ آپ کے تمام حلیہ کا خلاصہ ایک فقرہ میں یہ ہو سکتا ہے کہ "آپ مردانہ حُسن کے اعلیٰ نمونہ تھے" مگر یہ فقرہ بالکل نامکمل رہے گا اگر اس کے ساتھ یہ نہ ہو کہ "یہ حُسنِ انسانی ایک روحانی چمک دمک اور انوار اپنے ساتھ لئے ہوئے تھا اور جس طرح آپ جمالی رنگ میں اس امت کے لئے مبعوث ہوئے تھے اسی طرح آپ کا جمال بھی خدا کی قدرت کا نمونہ تھا اور دیکھنے والے کے دل کو اپنی طرف کھینچ لیتا تھا۔ آپ کے چہرے پر نورانیت کے ساتھ رعونت ہیبت اور استکبار نہ تھے۔ بلکہ فروتنی خاکساری اور محبت کی آمیزش موجود تھی۔

چنانچہ ایک دفعہ کا واقعہ میں بیان کرتا ہوں کہ جب حضرت اقدس چولہ صاحب کو دیکھنے ڈیرہ بابا نانک تشریف لے گئے تو وہاں پہنچ کر ایک درخت کے نیچے سایہ میں کپڑا بچھا دیا گیا اور سب لوگ بیٹھ گئے آس پاس کے دیہاتی اور خاص قصبہ کے لوگوں نے حضرت صاحب کی آواز سن کر ملاقات اور مصافحہ کے لئے آنا شروع کیا اور جو شخص آتا مولوی سید محمد احسن صاحب کی طرف آتا اور ان کو حضرت اقدس سمجھ کر مصافحہ کر کے بیٹھ جاتا۔ غرض کچھ دیر تک لوگوں پر یہ امر نہ کھلا کہ جب تک مولوی صاحب موصوف نے اشارہ سے اور یہ کہہ کر لوگوں کو ادھر متوجہ نہ کیا کہ حضرت اقدس یہ ہیں۔

بعینہ ایسا وقت ہجرت کے وقت نبی کریم ﷺ کو مدینہ میں پیش آیا تھا وہاں بھی لوگ حضرت ابو بکرؓ کو رسولِ خدا ﷺ سمجھ کر مصافحہ کرتے رہے۔ جب تک انہوں نے آپؐ پر اپنی چادر سے سایہ کر کے لوگوں کو ان کی غلطی سے آگاہ نہ کر دیا۔

## جسم اور قد

آپ کا جسم دبلا نہ تھا اور نہ آپ بہت موٹے تھے البتہ آپ دوہرے جسم کے تھے۔ قد متوسط تھا اگرچہ ناپا نہیں گیا مگر اندازاً پانچ فٹ آٹھ انچ کے قریب ہوگا۔ کندھے اور چھاتی کشادہ اور آخر عمر تک سیدھے رہے نہ کمر جھکی نہ کندھے، تمام جسم کے اعضاء میں تناسب تھا یہ نہیں کہ ہاتھ بے حد لمبے ہوں یا ٹانگیں یا پیٹ اندازہ سے زیادہ نکلا ہؤا ہو غرض کسی قسم کی بدصورتی آپ کے جسم میں نہ تھی جلد آپ کی متوسط درجہ کی تھی نہ سخت کھردری اور نہ ایسی ملائم جیسی عورتوں کی ہوتی ہے۔ آپ کا جسم پلپلا نرم نہ تھا بلکہ مضبوط اور جوانی کی سی سختی لئے ہوئے۔ آخر عمر میں آپ کی کھال کہیں سے بھی نہیں لٹکی اور نہ آپ کے جسم پر جھریاں پڑیں۔

## آپؑ کا رنگ

آپؑ کا رنگ گندمی اور نہایت اعلیٰ درجہ کا گندمی تھا یعنی اس میں ایک نورانیت اور سرخی جھلک مارتی تھی اور یہ چمک جو آپؑ کے چہرہ کے ساتھ وابستہ تھی عارضی نہ تھی بلکہ دائمی کبھی کسی صدمہ رنج و ابتلاء مقدمات اور مصائب کے وقت آپ کا رنگ زرد ہوتے نہیں دیکھا گیا اور ہمیشہ چہرہ مبارک کندن کی طرح دمکتا رہتا تھا۔ کسی مصیبت کے اور تکلیف نے اس چمک کو دور نہیں کیا علاوہ اس چمک اور نور کے آپؑ کے چہرہ پر ایک بشاشت اور تبسم ہمیشہ رہتا تھا اور دیکھنے والے کہتے تھے کہ اگر یہ شخص مفتری ہے اور دل میں اپنے تئیں جھوٹا جانتا ہے تو اس کے چہرہ پر یہ بشاشت اور خوشی اور فتح اور طمانیت قلب کے آثار کیونکر ہو سکتے ہیں۔ یہ نیک ظاہر کسی بدباطن کے ساتھ وابستہ نہیں رہ سکتا اور ایمان کا نور بدکار چہرہ پر درخشندہ نہیں ہو سکتا۔

آتھم کی پیشگوئی کا آخری دن آگیا اور جماعت میں لوگوں کے چہرے پژمردہ ہیں اور دل سخت منقبض ہیں۔ بعض لوگ ناواقفی کے باعث مخالفین سے اس کی موت پر شرطیں لگا چکے ہیں۔ ہر طرف سے اداسی اور مایوسی کے آثار ظاہر ہیں۔ لوگ نمازوں میں چیخ چیخ کر رو رہے ہیں اے خداوند ہمیں رسوا مت کریو۔ غرض ایسا کہرام مچ رہا ہے کہ غیروں کے رنگ بھی فق ہو گئے مگر یہ خدا کا شیر گھر سے نکلتا ہے ہنستا ہؤا اور جماعت کے سربرآوردوں کو مسجد میں بلاتا ہے، مسکراتا ہؤا، ادھر حاضرین کے دل بیٹھے جاتے ہیں۔ ادھر وہ کہہ رہا ہے کہ لو پیشگوئی پوری ہوگئی۔ مجھے الہام ہؤا۔ اُس نے حق کی طرف رجوع کیا حق نے اس کی طرف رجوع کیا۔ کسی نے اس کی بات مانی نہ مانی اس نے اپنی سنادی اور سننے والوں نے اس کے چہرے کو دیکھ کر یقین کیا کہ یہ سچا ہے ہم کو غم کھا رہا ہے اور یہ بے فکر اور بے غم مسکرا مسکرا کر باتیں کر رہا ہے اس طرح کہ گویا حق تعالیٰ نے آتھم کے معاملہ کا فیصلہ اسی کے اپنے ہاتھوں میں دے دیا اور اس نے آتھم کا رجوع اور بے قراری دیکھ کر خود اپنی طرف سے مہلت دے دی اور اب اس طرح خوش ہے جس طرح ایک دشمن کو مغلوب کر کے ایک پہلوان پھر محض اپنی دریادلی سے خود ہی اسے چھوڑ دیتا ہے کہ جاؤ ہم تم پر رحم کرتے ہیں۔

لیکھرام کی پیشگوئی پوری ہوئی مخبروں نے فوراً اتہام لگانے شروع کئے پولیس میں تلاشی کی درخواست کی گئی صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس یکایک تلاشی کے لئے آموجود ہوئے لوگ الگ کر دیئے اندر کے باہر، باہر کے اندر نہیں جاسکتے تھے۔ مخالفین کا یہ زور کہ حرف بھی تحریر کا مشتبہ نکلے تو پکڑ لیں مگر آپؑ کا یہ عالم کہ وہی خوشی اور مسرت چہرہ پر ہے اور خود پولیس کو لیجا لیجا کر اپنے بستے اور کتابیں تحریریں اور خطوط اور کوٹھڑیاں اور مکان دکھا رہے ہیں۔ کچھ خطوط انہوں نے مشکوک سمجھ کر اپنے قبضہ میں بھی کر لئے مگر یہاں وہی چہرہ ہے اور وہی مسکراہٹ گویا نہ صرف بے گناہی بلکہ ایک فتح مبین اور اتمام حجت کا موقعہ نزدیک آتا جاتا ہے۔

برخلاف اس کے باہر جو لوگ بیٹھے ہیں ان کے چہروں کو دیکھو وہ ہر ایک کانسٹیبل کو باہر نکلتے اندر جاتے دیکھ دیکھ کر سہمے جاتے ہیں۔ ان کا رنگ فق ہے ان کو یہ معلوم نہیں کہ اندر تو وہ جس کی آبرو کا انہیں فکر ہے خود افسروں کو بلا بلا کر اپنے بستے اور اپنی تحریریں دکھا رہا ہے اور اس کے چہرے پر ایک مسکراہٹ ایسی ہے جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اب حقیقت پیشگوئی کی پورے طور پر کھلے گی اور میرا دامن ہر طرح کے آلائش اور سازش سے پاک ثابت ہوگا۔ غرض یہی حالت تمام مقدمات، ابتلاؤں، مصائب اور مباحثات میں رہی اور یہ اطمینان قلب کا اعلیٰ اور اکمل نمونہ تھا۔ جسے دیکھ کر بہت سی سعید روحیں ایمان لے آئی تھیں۔

## آپؑ کے بال مُبارک

سر کے بال نہایت باریک سیدھے چکنے اور نرم تھے اور مہندی کے رنگ سے رنگین رہتے تھے گھنے اور کثرت سے نہ تھے بلکہ کم اور نہایت ملائم تھے۔ گردن تک لمبے تھے۔ آپ نہ سر منڈواتے تھے۔ نہ خشخاش یا اس کے قریب کترواتے تھے۔ بلکہ اتنے لمبے رکھتے تھے جیسے عام طور پر پٹے رکھے جاتے ہیں۔ سر میں تیل بھی ڈالتے چنبیلی یا حنا وغیرہ کا یہ عادت تھی کہ بال سوکھے نہ رکھتے تھے۔

## ریش مُبارک

اچھی گھندار تھی، بال مضبوط، موٹے اور چمکدار تھے۔ سیدھے نرم حنا سے سرخ رنگے ہوئے تھے یعنی بے ترتیب اور ناہموار نہ رکھتے تھے۔ بلکہ سیدھے نیچے کو اور برابر رکھتے تھے۔ داڑھی میں بھی ہمیشہ تیل لگایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک پھنسی گال پر ہونے کی وجہ سے کچھ بال پورے بھی اتروائے تھے اور وہ تبرک کے طور پر لوگوں کے پاس اب تک موجود ہیں۔ ریش مبارک چہرہ کے تینوں طرف تھی اور بہت خوبصورت، نہ اتنی کم کہ چھدری اور نہ صرف ٹھوڑی پر ہو، نہ اتنی کہ آنکھوں تک بال پہنچیں۔

## وسمہ، مہندی

ابتداءِ ایام میں آپ وسمہ اور مہندی لگایا کرتے تھے۔ پھر دماغی دورے کثرت سے ہونے کی وجہ سے سر اور ریش مبارک پر آخر عمر تک مہندی ہی لگاتے رہے وسمہ ترک کر دیا۔ البتہ کچھ روز انگریزی وسمہ بھی استعمال فرمایا مگر پھر ترک کر دیا آخری دنوں میں میر حامد شاہ صاحب نے ایک وسمہ بنا کر پیش کیا تھا وہ لگاتے تھے۔ اس سے ریش مبارک سیاہ آگئی تھی مگر اس کے علاوہ ہمیشہ برسوں مہندی پر ہی اکتفا کی جو اکثر جمعہ کے جمعہ یا بعض اوقات اور دنوں میں بھی آپ نائی سے لگوایا کرتے تھے۔ آپ لبیں کترواتے تھے مگر نہ اتنی کہ جو وہابیوں کی طرح منڈھی ہوئی معلوم ہوں نہ اتنی لمبی کہ ہونٹ کے کنارے سے نیچی ہوں۔ جسم پر آپ کے بال صرف سامنے کی طرف تھے۔ پشت پر نہ تھے اور بعض اوقات سینہ اور پیٹ کے بال آپ مونڈ لیا کرتے تھے یا کتروا دیتے تھے۔ پنڈلیوں پر بہت کم بال تھے اور جو تھے وہ نرم اور چھوٹے، اس طرح ہاتھوں کے بھی۔

## چہرہ مُبارک

آپؑ کا چہرہ مبارک کتابی یعنی معتدل لمبا تھا اور حالانکہ عمر شریف 70 اور 80 کے درمیان تھی پھر بھی جُھریوں کا نام و نشان بھی نہ تھا اور نہ متفکر اور غصہ ور طبیعت والوں کی طرح پیشانی پر شکن کے نشانات نمایاں تھے۔ رنج، فکر، تردّد یا غم کے آثار چہرہ پر دیکھنے کی بجائے زیارت کنندہ اکثر تبسم اور خوشی کے آثار ہی دیکھتا تھا۔

آپؑ کی آنکھوں کی سیاہی، سیاہی مائل شربتی رنگ کی تھی اور آنکھیں بڑی بڑی تھیں مگر پپوٹے اس وجہ کے تھے کہ سوائے اس وقت کہ جب آپؑ ان کو خاص طور پر کھولیں ہمیشہ قدرتی غضِ بصر کے رنگ میں رہتی تھیں بلکہ آپ مخاطب ہو کر بھی کلام فرماتے تھے تو آنکھیں نیچی ہی رہتی تھیں۔ اسی طرح جب مردانہ مجالس میں تشریف لے جاتے تو بھی اکثر ہر وقت نظر نیچے ہی رہتی تھی گھر میں بھی بیٹھتے تو اکثر آپؑ کو یہ نہ معلوم ہوتا کہ اس مکان میں اور کون کون بیٹھا ہے۔ اس جگہ یہ بات بھی بیان کرنے کے قابل ہے کہ آپؑ نے کبھی عینک نہیں لگائی اور آپؑ کی آنکھیں کبھی کام کرنے سے نہ تھکتی تھیں۔ خدا تعالیٰ کا آپؑ کے ساتھ حفاظتِ عین کا ایک وعدہ تھا۔ جس کے ماتحت آپؑ کی چشمانِ مبارک آخر وقت تک بیماری اور تھکاوٹ سے محفوظ تھیں۔ البتہ پہلی رات کا ہلال آپؑ فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں نظر نہیں آتا۔

ناک حضرت اقدسؑ کی نہایت خوبصورت بلند بالا تھی۔ پتلی، سیدھی، اونچی اور موزوں۔ نہ پھیلی ہوئی تھی نہ موٹی۔ کان آنحضورؑ کے متوسط یا متوسط سے ذرا بڑے۔ نہ باہر کو بہت بڑھے ہوئے۔ قلمی آم کی قاش کی طرح اوپر سے بڑے نیچے سے چھوٹے۔ قوت شنوائی آپؑ کی آخر وقت تک عمدہ اور خدا کے فضل سے برقرار رہی۔ رخسار مبارک آپؑ کے نہ پچکے ہوئے اندر کو تھے نہ اتنے موٹے کہ بہت باہر کو نکل آویں نہ رخساروں کی ہڈیاں نکلی ہوئی تھیں۔ بھنویں آپؑ کی الگ الگ تھیں۔ پیوستہ اَبرو نہ تھے۔

## پیشانی اور سر مُبارک

پیشانی مبارک آپؑ کی سیدھی اور بلند اور چوڑی تھی اور نہایت درجہ کی فراست اور ذہانت آپؑ کی جبیں سے ٹپکتی تھی۔ علم قیافہ کے مطابق ایسی پیشانی بہترین نمونہ، اعلیٰ صفات اور اخلاق کا ہے یعنی جو سیدھی ہو نہ آگے کو نکلی ہو۔ نہ پیچھے کو دھنسی ہوئی اور بلند ہو یعنی اونچی اور کشادہ ہو اور جو چوڑی ہو۔ بعض پیشانیاں گو اونچی ہوں مگر چوڑان ماتھے کی تنگ ہوتی ہے۔ آپؑ میں یہ تینوں خوبیاں جمع تھیں اور پھر یہ خوبی چیں بر جبیں بہت کم پڑتی تھی۔ سر آپؑ کا بڑا تھا خوبصورت بڑا تھا اور علم قیافہ کی رو سے ہر سمت سے پورا تھا یعنی لمبا بھی تھا، چوڑا بھی تھا، اونچا اور سطح اوپر کی اکثر ہموار اور پیچھے سے بھی گولائی درست تھی۔ سرحدی لوگوں کے سروں کی طرح پیچھے سے پچکا ہؤا نہ تھا۔ آپؑ کی کنپٹی کشادہ تھی اور آپؑ کی کمال عقل پر دلالت کرتی تھی۔

## لب مُبارک

آپؑ کے لب مبارک پتلے نہ تھے مگر تاہم ایسے موٹے بھی نہ تھے کہ بُرے لگیں۔ دہانہ آپؑ کا متوسط تھا اور جب بات نہ کرتے ہوں تو منہ کھلا نہ رہتا تھا جیسے بعض آدمیوں کی عادت ہے بعض اوقات جب خاموش بیٹھے ہوں تو آپؑ عمامہ کے شملہ سے دہانہ مبارک ڈھک لیا کرتے تھے۔ دندانِ مبارک آپؑ کے آخر عمر میں خراب ہوگئے تھے۔ یعنی کیڑا بعض داڑھوں کو لگ گیا تھا جس سے کبھی کبھی تکلیف ہو جایا کرتی۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک داڑھ کا سر ایسا نوکدار ہو گیا تھا کہ اس سے زبان مبارک میں زخم پڑ گیا تو ریتی کے ساتھ اس کو گھسوا کر برابر بھی کروایا تھا مگر کوئی دانت نکلوایا نہیں تھا۔ مسواک آپؑ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ پیر کی ایڑیاں اکثر گرمیوں میں بعض دفعہ پھٹ جایا کرتی تھیں۔ اگرچہ گرم کپڑے سردی گرمی میں برابر پہنتے تھے تاہم گرمیوں میں پسینہ بھی خوب آجایا کرتا تھا مگر آپؑ کے پسینہ میں کبھی بُو نہیں آیا کرتی تھی خواہ کتنے ہی دن بعد کُرتہ بدلیں اور کیسا ہی موسم ہو۔ باقی صفحہ ۲ پر